عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۱۵ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جون ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۲۲

انسانیت کے سب سے بڑے محسن

پاکستان کے خلاف امریکا اسرائیل اور بھارت کے عزائم

حق کے دیپ جلانے والے

قادیانیوں سے چند مناظرے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانیت سے برأت کا اظہار کرنے والی لڑکی سے نکاح

ناصر علی، کراچی

س:...... اگر کسی لڑکی کے بارے میں مختلف ذرائع سے معلوم ہو کہ وہ قادیانی ہے اور لڑکی سے اس کے مذہب کے بارے میں سوال کیا جائے تو وہ قادیانی عقائد کا انکار کرے اور قادیانی عقائد کو کفر کہے تو اس سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟ اور لڑکی درج ذیل تحریر پڑھ کر اس پر دستخط کرے تو اس سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟

۱:...... اس نکاح میں جو لوگ شریک ہوں، ان کو تجدید نکاح کی ضرورت تو نہیں ہوگی؟

۲:...... اس نکاح کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ مسلمان کہلائے گی یا قادیانی؟

۳:...... اور جو شخص تحریر شدہ شرائط پر نکاح کو جائز سمجھے آخرت میں موجب مواخذہ ہوگا؟

۴:...... اور جو شخص مذکورہ شرائط کے ساتھ نکاح کو ناجائز سمجھے تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ج:...... سوال نامہ کے ساتھ منسلکہ اقرار نامہ کی فوٹو اسٹیٹ کے مطالعہ سے اور اس کے بین السطور سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لڑکی پہلے قادیانی تھی اور اب اس نے قادیانیت سے برأت نامہ لکھ کر نکاح کیا ہے۔ شرعاً اور اصولاً اس تحریر پر دستخط اور زبانی اقرار اور کلمہ اسلام پڑھنے سے اس خاتون کو مسلمان تصور کیا جائے گا اور اس کا کسی مسلمان سے نکاح جائز ہوگا، اور جو لوگ اس نکاح میں شامل ہوئے ہیں ان کو تجدید نکاح کی اس لئے ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے نکاح میں شریک ہونے سے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس نکاح کے نتیجے میں جو بچے پیدا ہوں گے وہ مسلمان ہوں گے اور جو شخص اس نکاح کو جائز سمجھے اس پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا، کیونکہ آپ نے دیکھا کہ میں بھی اس نکاح کو اس اقرار نامہ کی روشنی میں صحیح اور جائز لکھ رہا ہوں۔

مگر چونکہ عام طور پر قادیانی مرد اور عورتیں مسلمانوں کا دین و ایمان غارت کرنے کے لئے جھوٹے سچے اقرار نامہ لکھ کر

مولانا سعید احمد جلال پوری

ان پر دستخط کر کے ایسے چکر چلایا کرتے ہیں اس لئے بعض احتیاط پسند علماء کرام ایسے نکاحوں کو جھوٹ اور فراڈ کہہ دیتے ہیں اور ہمارا تجربہ اور بارہا کا مشاہدہ ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو قادیانی ہوتے ہیں، بڑے خلوص و اخلاق سے پیش آتے ہیں اور قادیانیت سے برأت کا اظہار کرتے ہیں، مرزا پر لعنت بھیجتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو مرزا کو موٹی موٹی گالیاں بھی دیتے ہیں، لیکن جب نکاح ہوجاتا ہے اور اولاد ہوجاتی ہے تو وہ اپنے پر پرزے نکالتے ہیں اور کھل کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو قادیانی ہیں یا تو ہمارے مذہب پر آجاؤ ورنہ ہم یہ اولاد لے کر اپنے سابقہ مذہب پر واپس لوٹ رہے ہیں جو کرنا چاہو کرلو، اب اس وقت مسلمان لڑکا یا لڑکی دوراہے پر کھڑا ہوتا ہے کہ قادیانی ہوتا ہوں تو آخرت جاتی ہے اور اگر اسلام پر قائم رہتا ہوں تو گھر ٹوٹتا ہے اور اولاد جاتی ہے۔

لہٰذا ان تلخ تجربات کی روشنی میں بعض حضرات کیا میں خود بھی قادیانی لڑکوں یا لڑکیوں کے بارہ میں خوش فہم نہیں ہوں۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۱۵ تا ۲۲/ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ جون ۲۰۰۹ء شمارہ:۲۲

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عنوان	صفحہ	مصنف
قادیانیوں کی بے جا حمایت	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
انسانیت کے سب سے بڑے محسن	۸	محمد وثیق ندوی
....امریکا، اسرائیل اور بھارت کے عزائم	۱۳	ڈاکٹر فضل خالق
قادیانیوں سے چند مناظرے	۱۶	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
زیدزمان المعروف زید حامد کا تعارف	۱۸	مولانا سعید احمد جلال پوری
حق کے دیپ جلانے والے	۲۲	مولانا محمد اسحٰق
حاجی محمد عبداللہ مینگل	۲۳	مولانا عبدالعزیز لاشاری
خبروں پر ایک نظر	۲۶	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس
35.Stockwell Green
London. SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

دوستی کس سے لگائی جائے؟

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک شخص کو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی رکھتا ہے؟“ (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

مطلب یہ کہ آدمی کی دوستی اسی کے ساتھ ہوگی جس کے ساتھ اس کو طبعاً مناسبت ہو، بغیر طبعی مناسبت اور قدرِ مشترک کے دو شخصوں کے درمیان دوستانہ جوڑ ہو ہی نہیں سکتا، یہی وجہ ہے کہ نیک آدمی کی دوستی نیکوں کے ساتھ ہوتی ہے، اور بُرے کی بُروں کے ساتھ، دُنیادار کی اہلِ دُنیا کے ساتھ، اور دین دار کی اہلِ دین کے ساتھ، وغیرہ۔ پس اگر یہ دیکھنا چاہو کہ فلاں شخص کس مذاق کا ہے؟ تو یہ دیکھ لو کہ اس کی نشست و برخاست اور اُلفت و محبت کن لوگوں کے ساتھ ہے؟ جس قماش کے اس کے یار اور ہم جولی ہوں گے، اسی مزاج کا یہ بھی ہوگا۔

اور پھر آدمی کی طبیعت سراقہ (چوری کرنے والی) واقع ہوئی ہے، اس میں فطری طور پر اَخذ و اِنفعال کا مادّہ رکھا گیا ہے، جس کے ساتھ اس کی اُلفت و محبت اور رفاقت، مصاحبت ہوگی، یہ دانستہ و نادانستہ اس کے اَخلاق و عادات اور اوصاف و خصائل کو اَپناتا چلا جائے گا، اور اُلفت و محبت میں جتنا اضافہ ہوگا اسی قدر دوست کے ساتھ ہم رنگی بھی بڑھتی جائے گی۔ یہ انسانی نفسیات کا ایک عظیم اُصول ہے، جس کی طرف حکیمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے۔

پہلا فقرہ تو ایک نفسیاتی اُصول کی حیثیت رکھتا ہے، دُوسرا فقرہ تشریعی حکم ہے، یعنی جب معلوم ہوا کہ آدمی اپنے دوست کے دین و اَخلاق کو اَپناتا ہے تو آدمی کو خوب غور و فکر سے دوستی کا تعلق قائم کرنا چاہئے، اور یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کسی اچھے آدمی سے دوستی کر رہا ہے یا بُرے سے؟ اچھے آدمی سے دوستی کرنا محمود اور موجبِ سعادت ہے، اور بُرے سے یارانہ گانٹھنا مذموم اور موجبِ شقاوت ہے۔

انسان کے مال و اولاد اور عمل کی مثال

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے پیچھے (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں، دو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے، اس کے پیچھے اس کے اہل و عیال، اس کا مال اور اس کا عمل جاتا ہے، اہل و عیال اور مال واپس آجاتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔“ (ترمذی، ج:۲، ص:۶۰)

آدمی کے تین دوست ہیں، جن کے لئے یہ جان کھپاتا ہے، ایک اس کا مال، دُوسرے اس کے خویش، اور تیسرا اس کا عمل۔ مال کی وفاداری تو جیتے جی تک ہے، جونہی رُوح و تن کا رشتہ ختم ہوا، اس کا مال اس کی مِلک سے نکل کر وارثوں کی مِلک میں چلا گیا، اور اہل و عیال اور عزیز و اقارب کی وفاداری قبر تک ہے، جونہی اسے قبر میں دفن کیا گیا اہل و عیال، عزیز و اقارب اور دوست احباب نے اس سے منہ موڑ لیا، اور منوں مٹی ڈال کر واپس گھر لوٹ آئے۔ البتہ عمل کا ساتھ ہمیشہ رہتا ہے، قبر میں بھی اور حشر میں بھی، اس لئے عقل کا مقتضا یہ ہے کہ جو سب سے زیادہ وفادار ہے یعنی عمل، اس کے ساتھ سب سے زیادہ وفاداری کی جائے۔ عمل کی وجہ سے اگر کچھ مال کا نقصان ہوتا ہے، یا اہل و عیال اور دوست احباب ناراض ہوتے ہیں، ان کی پروا نہ کی جائے۔ لیکن عام لوگوں کا رویہ بالکل برعکس ہے، وہ مال کی وجہ سے اپنے عزیز و اقارب سے بگاڑتے ہیں، اور عزیز و اقارب کی خاطر عمل کو برباد کرتے ہیں۔ اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ سب سے مقدم عمل ہے، اور اس بات سے بھی آگاہ فرمایا گیا ہے کہ قبر اور حشر میں (بلکہ اس سے پہلے نزع کی حالت میں بھی) آدمی کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا، اگر نیک اعمال کا ذخیرہ ساتھ لے کر گیا تو راحت و رضوان کا مستحق ہوگا، اور اگر بُرے اعمال کا بوجھ لاد کر لے گیا تو اس کے مطابق سزا کا مستحق ہوگا، پھر نہ اس کا مال کام آئے گا اور نہ اہل و عیال اس کا بوجھ بٹائیں گے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اپنی رحمت و رضوان سے نوازیں، آمین!

ایثار و ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

ایثار کہتے ہیں کہ اپنی ضرورت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا۔ اوّل تو صحابہ کرامؓ کی ہر ادا، ہر عادت ایسی ہے کہ جس کی برابری تو درکنار اس کا کچھ حصہ بھی خوش قسمت کو نصیب ہو جائے تو عین سعادت ہے لیکن بعض عادتیں ان میں سے ایسی ممتاز ہیں کہ جو انہیں کا حصہ تھیں، ان میں سے ایک ایثار ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کلام اللہ شریف میں اس کی تعریف فرمائی اور سورۂ حشر میں اس صفت کا ذکر فرمایا کہ: ”وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو ان پر فاقہ ہی ہو۔“ (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قادیانیوں کی بے جا حمایت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

روزنامہ جنگ کے کہنہ مشق صحافی اور مشہور کالم نگار جناب نذیر ناجی صاحب نے ۲۱/مئی ۲۰۰۹ء کے کالم: ''اس جنگ میں بہت سی جنگیں ہیں'' میں دین دار مسلمانوں، اسلام کے نام لیواؤں کو جس طرح اپنی بے جا تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اس کو پڑھ کر بلا مبالغہ یہی کہنے کو جی چاہتا ہے کہ: ''قلم در کف دشمن است'' یعنی قلم دشمنوں کے ہاتھ میں ہے، یوں تو خیر سے جناب ناجی صاحب نے کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے حق میں نہیں لکھا، بلکہ ان کے قلم کا پورا زور اور اس کی ساری توانائیاں کسی نہ ''پسند و ناپسند'' کے گرد گھومتی ہیں، ہمیں اس پر کبھی کوئی اعتراض تھا اور نہ ہے، کیونکہ یہ ان کے ''مفادات'' اور ''روٹی و روزگار'' کا معاملہ ہے، تاہم چونکہ انہوں نے موجودہ کالم میں تاریخی حقائق مسخ کرنے اور نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے، اس لئے ہمارا بلکہ روزنامہ جنگ کے ہر قاری کا حق بنتا ہے کہ تاریخ کے ریکارڈ کو درست کرنے کی اپنی سی سعی و کوشش کرے۔ لیجئے! ناجی صاحب کے قلم ''صداقت رقم'' کے شاہکار پڑھئے اور سر دھنئے:

ناجی صاحب پاکستان میں مذہب کو ریاستی معاملات کا حصہ بنانے پر شکایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اس سے فرقہ واریت کا زہر پھیلنے لگا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

> ''اس کے نتیجے میں تباہ کن فرقہ واریت کا زہر پھیلنے لگا، ایک گروہ کو آئینی طور سے کافر قرار دے کر اس کے شہری حقوق سلب کرنا شروع کردیے گئے۔''

غالباً اس اقتباس میں ناجی صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں اور نبی امی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار قادیانیوں کی ترجمانی فرمانا چاہتے ہیں، اگر ہم نے صحیح سمجھا ہے اور یقیناً صحیح سمجھا ہے، تو ہم ناجی صاحب کو بتلانا چاہیں گے کہ مسلمانوں کا مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت سے اصولی نزاع اور دین و مذہب کا اختلاف ہے، اس کو فرقہ واریت کا نام دینا نری جہالت و سفاہت ہے، کیونکہ فرقے کسی ایک نبی، رسول، کتاب، دین اور مذہب کے ماننے والوں میں معمولی تعبیرات کے اختلاف کی بنا پر وجود میں آتے ہیں، جیسا کہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کو ماننے والے مسلمانوں میں: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث وغیرہ، فرقے کہلاتے ہیں، لیکن جہاں نبی، رسول، کتاب، شریعت، دین اور مذہب کا اختلاف ہو، وہ فرقہ وارانہ اختلاف نہیں، بلکہ اصولی اختلاف کہلائے گا، مثلاً یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کا آپس کا اختلاف اصول، کلیات اور دین و مذہب کا

اختلاف کہلاتا ہے، اس لئے مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے اختلاف کو فرقہ وارانہ اختلاف کہنا غلط بلکہ دنائت وحماقت کے مترادف ہے، اس تفصیل کے بعد عرض ہے کہ مسلمانوں کا مرزائیوں سے فروعی نہیں، اصولی اختلاف ہے، لہٰذا اس اختلاف کو فروعی اختلاف کہنا، یا اس کو فرقہ واریت کا نام دینا، نعوذ باللہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا فرقہ باور کرانے کے مترادف اور ان کے کفر کو زم کرنے کی سازش ہے، بلاشبہ ایسا کرنا بدترین جرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے مشابہ ہے۔

۲:...... چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نئی کتاب، نئے دین، نئی شریعت اور نئی نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا تھا اور چونکہ اس کے ماننے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب، نبوت، شریعت اور دین کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب، دین، شریعت اور نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، اس لئے وہ مسلمانوں سے الگ امت اور الگ ملت ہیں اور چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن وسنت اور پوری امت کے اجماع کی روشنی میں اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی نئے نبی کو، قرآن کے بعد کسی نئی کتاب کو اور شریعت اسلام کے بعد کسی نئی شریعت پر ایمان لانا، یا اس کو ذریعہ نجات تصور کرنا کفر ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے جو اپنے آپ کو احمدی اور قادیانی بھی کہتے ہیں، ان غلیظ عقائد کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان، بلکہ سچے مسلمان کہتے ہیں، تو کیا امت اسلامیہ کا فرض نہیں بنتا کہ وہ قادیانیوں کو ان غلیظ عقائد کی بنا پر امت مسلمہ سے الگ اور غیر مسلم اقلیت قرار دیتی؟؟

اے کاش! کہ ناجی صاحب تو ان کو زبردستی مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنے پر مُصر ہیں، جبکہ خود قادیانیوں کا اپنا موقف اور عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتا، چاہے وہ حضرت محمد رسول اللہ کا کلمہ بھی کیوں نہ پڑھتا ہو، کافر ہے، پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، لیجئے پڑھیے:

الف:...... ''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص:۱۱۰، از مرزا بشیر احمد ایم اے)

ب:...... ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں، کہ کچھ کر سکے۔'' (انوار خلافت ص:۹۰، از مرزا محمود احمد قادیانی)

ج:...... اس سے دو قدم آگے بڑھ کر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مخالفین کو گالی دیتے ہوئے لکھتا ہے: ''یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان دوستی اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری تصدیق کرتا ہے... مگر کنجریوں کی اولاد کہ وہ نہیں مانتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۷، روحانی خزائن ج:۵)

د:...... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص:۵۳، روحانی خزائن ج:۵)

ناجی صاحب! ان تصریحات کے بعد آپ ہی بتلایئے کہ جو لوگ مسلمانوں کو کافر سمجھتے اور کہتے ہوں،...... بلکہ اگر آپ بھی ان کے نبی کو نبی نہ مانتے ہوں، تو وہ آپ کو بھی کافر، پکا کافر، دائرۂ اسلام سے خارج، کنجریوں کی اولاد، بیابان کا خنزیر کہتے ہوں...... اور اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ وابستہ کرتے ہوں، کیا ان کو قانوناً مسلمانوں سے الگ باور کرانا یا غیر مسلم اقلیت قرار دلانا خود ان کے اپنے مزاج و موقف کی تائید نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس پر چیں بجبیں ہونے کا کیا معنی؟ جناب ناجی صاحب! ہم تو آپ کو آج تک مسلمان سمجھتے آئے ہیں، اگر ہماری دانست صحیح ہے تو کیا بحیثیت مسلمان آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کی ترجمانی کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے اور چھلنی کرنے

کے مترادف نہیں؟

ناجی صاحب! ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ ... جو دراصل مسلمانانِ پاکستان کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی سے محبت والفت کا ادنیٰ اظہار اور خراج ہے... اس کو فرقہ واریت کی زہر قرار دینا کیا اس آئینی ترمیم اور خود آئین پاکستان سے بغاوت نہیں کہلائے گا؟

۳:...... پھر یہ بات بھی نہایت غور طلب ہے کہ ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم پر دستخط کرنے والے یا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والے ارکان اسمبلی کوئی ملا، مولوی یا سارے دین دار نہیں تھے، بلکہ اس پورے ہاؤس میں صرف سات مولوی تھے اور ہاؤس میں اکثریت پیپلز پارٹی کے ارکان کی تھی، جس کے سربراہ خود مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ کیا وہ سارا ہاؤس ان سات مولویوں کے ہاتھوں یرغمال بن گیا تھا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس اُپج کا کیا معنی؟

ناجی صاحب! اگر آنجناب ضد و عناد کی عینک اتار کر دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے ارکان اسمبلی نے آنکھیں بند کر کے فیصلہ نہیں کیا، بلکہ مسلسل ۱۳ دن کی بحث و تمحیص اور جرح و قدح کے بعد اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں: قادیانیوں اور لاہوریوں کے سربراہوں کو بلا کر ان کا موقف سننے اور ان کو اپنی صفائی کا موقع دینے کے بعد، کہیں جا کر ان کے غلیظ عقائد و نظریات کی روشنی میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ یقین نہ آئے تو ۱۹۷۴ء کی اسمبلی کی مطبوعہ کارروائی کا مطالعہ فرمالیں۔

۴:...... ناجی صاحب اپنی اس تحریر کے اقتباس میں مزید لکھتے ہیں کہ: ''اس فیصلے کے بعد اس گروہ کے شہری حقوق سلب کرنا شروع کر دیے گئے'' کیا ہم ناجی صاحب سے پوچھ سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک شہری حقوق کی کیا تعریف ہے؟ اگر ان کے ہاں شہری حقوق کی یہ تعریف ہے کہ قادیانیوں کو کھلے عام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کو گالیاں دینے کی چھوٹ ہونی چاہئے اور قادیانیوں کو اپنے کفریہ عقائد و نظریات کو اسلام باور کرانے کی اجازت ہونی چاہئے اور انہیں اسلام کو کفر اور کفر کو اسلام کہنے اور جتلانے کی آزادی ہونی چاہئے تو ہمارے خیال میں ایسا مطالبہ نہ صرف ناجائز اور غلط ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کے بنیادی حقوق پر ڈاکا زنی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس سے کھیلنے اور اسلام سے بغاوت کی اجازت دینے کے مترادف ہے۔

اور اگر ان کے ہاں بنیادی اور شہری حقوق سے مراد یہ ہے کہ ان کو اپنے دین و مذہب پر آزادی سے عمل کرنے اور کھلے عام چلنے پھرنے رہنے سہنے اور کھانے پینے اور اپنی چار دیواری میں اپنے مذہبی رسوم بجالانے کی اجازت ہونی چاہئے! تو بتلایا جائے کب اور کہاں اس پر قدغن ہے؟ جو یہ دہائی دی جاتی ہے کہ قادیانیوں کے شہری حقوق سلب ہو رہے ہیں؟

اگر ناجی صاحب قادیانی طرف داری اور مسلمانوں کے خلاف تعصب و عناد کی عینک اتار کر دیکھیں تو ان کو اندازہ ہوگا کہ قادیانی پاکستان میں اپنی تعداد سے کہیں زیادہ فوائد اور منافع حاصل کر رہے ہیں، آپ سروے کرا کر دیکھ لیں اس وقت کتنا قادیانی بیوروکریسی میں ہیں، کتنا دوسرے اہم عہدوں اور مناصب پر ہیں اور کتنوں نے مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا ڈال رکھا ہے اور کتنی ایسی اسامیاں ہیں، جہاں قادیانیوں نے مسلمانوں کا روپ دھار کر ان پر قبضہ جما رکھا ہے؟

واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ضروری اعلان

جولائی ۲۰۰۸ء سے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی کا زرسالانہ ۴۵۰ روپے ہے، مگر ماہنامہ لولاک ملتان کے مئی ۲۰۰۹ء کے شمارہ میں ہفت روزہ کا سالانہ چندہ سہواً ۳۵۰ روپے چھپ گیا ہے۔ بعض احباب نے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے ہم اپنے تمام قارئین کے تعاون پر مشکور و ممنون ہیں۔ (ادارہ)

انسانیت کے سب سے بڑے محسن

محمد وثیق ندوی

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس دین کی تکمیل فرمائی ہے، وہ ایک جامع، ابدی اور ہمہ گیر نظام حیات ہے، یہی وہ دین کامل ہے جس کے آخری دین ہونے کی گواہی قرآن کریم میں دی گئی ہے:

''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا.''

اگر دین اسلام کی ابدیت و سرمدیت کے عناصر اور اس کے اجزائے ترکیبی کا جائزہ لیا جائے یا اس کی جامعیت و آفاقیت اور ہمہ گیریت کے اسباب کی جستجو وتحقیق کی جائے تو بجا طور پر یہی نتیجہ برآمد ہوگا کہ اسلام ایک عدل وانصاف پسند دین اور جامع نظام حیات ہے، جس میں انسانی مزاج ومذاق کی پوری رعایت رکھی گئی ہے، وہ قوموں کے درمیان رنگ ونسل اور ملک ووطن کی بنیاد پر تقسیم کا قائل نہیں، وہ مساوات وہمدردی، عدل گستری، اخوت وبھائی چارگی، باہمی الفت ومحبت، ہمدردی ویگانگت اور ہم آہنگی اور تعاون کا داعی ہے، وہ نوع انسانی کو جغرافیائی حد بندیوں اور نسلی وقومی تفاوت کی تعلیم نہیں دیتا، بلکہ اخوت ومساوات، ہمدردی وغمگساری اور باہمی تعاون پر مبنی نظام حیات کی تعلیم دیتا ہے، دنیا پر سرور کائنات رسول انسانیت ﷺ کے جو عظیم احسانات ہیں ان میں ایک عظیم اور باقی رہنے والا احسان وحدت انسانی کا تصور ہے، بعثت محمدی ﷺ سے پہلے انسان قبائل واقوام کے اونچ نیچ طبقات اور تنگ نسلی دائروں میں بٹا ہوا تھا، مشہور مستشرق گب (Gibb) لکھتا ہے:

''لوگوں کے مراتب، مواقع اور عمل کے لحاظ سے مختلف نسلوں کے درمیان مساوات قائم کرنے میں کسی سوسائٹی نے اسلام کی جیسی کامیابی حاصل نہیں کی۔ افریقہ، ہندوستان اور انڈونیشیا کے عظیم اور جاپان کے محدود مسلم معاشرہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کس طرح اسلام مختلف نسلوں اور روایات، نہ مٹنے والے اختلافات کو تحلیل کر دیتا ہے، اگر مشرق ومغرب کی عظیم سوسائٹیوں میں مخالفت کے بجائے باہمی تعاون پیدا ہونا ہے تو اس کے لئے اسلام کی خدمات حاصل کرنا لازمی ہوگا۔''

مشہور برطانوی مورخ ٹائن بی (A.J.Toynbee) اسلامی مساوات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مسلمانوں کے درمیان نسلی امتیازات کا خاتمہ اسلام کے عظیم کارناموں میں سے ایک ہے اور موجودہ دور میں تو اسلام کی یہ سعادت وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔''

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد دنیا کی رت بدل گئی، انسانوں کے مزاج بدل گئے، دلوں میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکا، خدا طلبی کا ذوق عام ہوا، انسانوں کو ایک نئی دھن یعنی خدا کو راضی کرنے اور خدا کی مخلوق کو خدا سے ملانے اور اس کو نفع پہنچانے کی لگ گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا پر بے شمار اور بیش بہا احسانات کئے ہیں، جن کا نوع انسانی کی رہنمائی، اصلاح وفلاح اور تعمیر وترقی میں نمایاں کردار رہا ہے اور جنہوں نے ایک زندہ اور درخشندہ دنیا کی تخلیق وتشکیل کی ہے، جو کہنہ اور زوال پذیر دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی۔

سرور کائنات ﷺ کے ان عظیم احسانات میں بنیادی اور قیمتی عطیات مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں درج ذیل ہیں:

''۱:صاف اور واضح عقیدہ توحید، ۲:انسانی وحدت و مساوات کا تصور، ۳:انسانیت کے شرف اور انسان کی عزت وبلندی کا اعلان، ۴:عورت کی حیثیت عرفی کی بحالی اور اس کے حقوق کی بازیابی، ۵:ناامیدی اور بدفالی کی تردید اور نفسیات انسانی میں حوصلہ مندی اور اعتماد وافتخار کی آفرینش، ۶:دین ودنیا کا اجتماع اور حریف وبرسر جنگ انسانی طبقات کی وحدت، ۷:دین وعلم کے درمیان مقدس دائمی رشتہ کا قیام واستحکام اور ایک کی قسمت کو دوسرے کی قسمت سے وابستہ کردینا، علم کی تکریم و تعظیم اور اسے بامقصد مفید اور خدارسی کا ذریعہ بنانے کی سعی محمود، ۸:عقل سے دینی

معاملات میں بھی کام لینے، فائدہ اٹھانے اور انفس و آفاق میں غور وفکر کی ترغیب، ۹:امت اسلامیہ کو دنیا کی نگرانی و رہنمائی، انفرادی و اجتماعی اخلاق و رجحانات کے احتساب، دنیا میں انصاف کے قیام اور شہادت حق کی ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ کرنا، ۱۰:عالمگیر اعتقادی و تہذیبی وحدت کا قیام۔"

اسلام اور بعثت محمدی کی عالمی تاثیر کا اعتراف مغربی مفکرین نے بھی کیا ہے، جان ولیم ڈریپر (John william Draper) یورپ کی ذہنی وعلمی تاریخ کے ضمن میں لکھتا ہے:

"۵۶۹ء میں جسٹی نین (Justinian) کی موت کے چار سال بعد سرزمین عرب کے شہر مکہ میں وہ شخص پیدا ہوا جس نے نسل انسانی پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔"

وہ مزید لکھتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں وہ صفات جمع ہوگئی تھیں، جنہوں نے ایک سے زائد بار سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ کیا ہے...انہوں نے مابعد الطبیعات کے بیکار مباحث میں پڑنے کے بجائے لافانی صداقتوں پر زور دیا اور اپنے آپ کو صفائی ستھرائی، سنجیدگی روزے اور نماز کے ذریعہ لوگوں کو سماجی ترقی کے لئے وقف کردیا۔"

دو سو سال قبل تھامس کارلائل (Thomas Carlyl) نے تمام پیغمبروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہیرو منتخب کیا تھا اور اس کے بعد بیسویں صدی کے اخیر میں امریکا کے مائیکل ایچ ہارٹ (MichaelH.Hart) نے ان لوگوں کی فہرست میں جو تاریخ عالم میں انسانیت پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوئے ہیں، آپ ﷺ کا نام سرفہرست رکھا، مائیکل ایچ ہارٹ اپنی کتاب: "الشخصیات المائة الاکثر تاثیرا فی تاریخ الانسانیة" "Ranking of the Most Influential Persons in History" میں لکھتا ہے:

"تاریخ انسانی کے سو عظیم اور عبقری انسانوں میں سب سے پہلے نمبر پر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رکھا ہے، ہوسکتا ہے کہ میرا یہ انتخاب لوگوں کو کچھ عجیب سا محسوس ہو، لیکن حقیقت یہی ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں وہ تنہا شخص ہیں جو دین و دنیا دونوں سطحوں پر مکمل کامیابی و کامرانی سے ہمکنار رہے ہیں۔"

فرانسیسی مفکر لامرٹین Lamartine نے نبی رحمت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے:

"وہ تمام پیمانے اور اصول جن کی مدد سے ہم کسی انسان کی عظمت کو ناپ سکتے ہیں، ان میں انسان کے عظیم تر مقاصد حیات اور اسباب وسائل کی قلت کے باوجود حیرت انگیز نتائج کا ظہور شامل ہیں، اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے کون ہے جو اس بات کی جرأت رکھتا ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبقری شخصیت کے مقابل کسی بھی زمانے کے دوسروں لیڈروں اور رہنماؤں کو رکھ سکے، اس میں شک نہیں کہ بہت سارے رہنماؤں نے طاقتور اور خطرناک قسم کے جنگی آلات ایجاد کیے ہیں، قوانین پاس کئے ہیں، عظیم شہنشاہتیں اور حکومتیں قائم کیں ہیں، مگر ان کے یہ سب کارنامے بالکل سطحی قسم کے ہیں، ان کے کارنامے انقلاب زمانہ کی نذر ہوگئے، مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف لشکروں اور قبیلوں کی قیادت ہی نہیں کی، صرف قوانین ہی وضع نہیں کئے، صرف حکومت ہی قائم نہیں کی بلکہ انہوں نے لاکھوں لوگوں کے دلوں پر حکومت بھی کی جو دنیا کا تہائی حصہ تھے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہیں پر کارنامہ ختم نہیں ہو جاتا، ان کا کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے تمام پرانے رسم و رواج، فکر و خیال اور باطل نظریات وعقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا، ...عظمت کے انسانی معیاری اور اصول کی روشنی میں پوچھتا ہوں کہ نبی محمد سے بڑھ کر دنیائے انسانیت میں اور کون ہوسکتا ہے؟" (تاریخ ترکیا،ص:۲۲۷)

اروِنگ واشنگٹن Irving Washington اپنی کتاب "حیات محمد" میں لکھتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور تمام رسولوں میں جنہوں نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا سب سے عظیم ہیں، نبی عہد کی مکمل زندگی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نبی مرسل ہیں، صرف ایک کامیاب قائد نہیں، آپ نے قوت اور غلبہ کے باوجود بلاتفریق سب کے ساتھ محبت اور رحمت کا معاملہ فرمایا، دشمنوں کو معاف کردیا، آپ کی کامیابیاں اور فتوحات عفو و درگزر اور رحمت وعدل گستری سے عبارت ہیں۔"

کلیمنٹ ہوارٹ (Clement Huart) لکھتا ہے:

"اگر مسلمان دعوت کے میدان میں اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آئیڈیل اور نمونہ بنالیں تو پوری دنیا مسلمان ہوجائے گی۔"

(محمد فی الآداب العالمیۃ المنصفۃ)

اٹالین خاتون لورا ویشیا واگلیری L. Vecia Vaglieri اپنی کتاب "اسلام کا دفاع" میں لکھتی ہے:

"... خود مغربی اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی اور سچا نہیں ہوسکتا۔"

بلجیکی مورخ جارج سارٹن Georges Sarton نے لکھا ہے:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ۶۱۰ء میں دعوت شروع کی، اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور سابق انبیاء کی طرح دعوت دی، لیکن آپ سب سے فائق اور عظیم تھے۔"

(الثقافۃ الغربیۃ فی رعایۃ الشرق الاوسط)

فرانسیسی مورخ ڈاکٹر گوستاو لیبان Dr.G.Lebon اپنی کتاب "تمدن عرب" (Arab Civilization) میں لکھتا ہے:

"جب کسی شخصیت کی عظمت اور قیمت کا اندازہ اس کے کارناموں سے کیا جاتا ہے تو پوری تاریخ انسانی میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس اصول کے اعتبار سے سب سے عظیم تر نظر آتے ہیں، مغربی اہل علم بھی اب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شخصیت کے ساتھ انصاف کرنے لگے ہیں، جبکہ مذہبی تعصب نے بہت سے اہل قلم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دنیائے انسانیت پر فضل و احسانات سے اندھا کردیا ہے۔"

استاد شرقیات مونٹیٹ Montet اپنی کتاب "محمد اور قرآن" میں لکھتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سیرت و کردار اور اخلاق کی درستگی اور انسانی معاشرہ کی تعمیر و ترقی اور اصلاح کا جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کے اعتبار سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انسانیت کا سب سے بڑا عظیم محسن قرار دیا جاسکتا ہے۔"

روسی ادیب لیوٹولسٹوئی Leo Tolestoy کہتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صرف یہی کارنامہ فخر کے لئے کافی ہے کہ انہوں نے ایک ذلیل اور خونی قوم کو شیطانی اور گھٹیا عادات واطوار سے نکال کر فضل و کمال اور علم و تمدن کے راستہ پر لگایا اور اس کی ترقی کے لئے راہ ہموار کی، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت ہی دنیا کی قیادت کرسکتی ہے، کیونکہ وہ عقل و حکمت سے ہم آہنگ ہے۔"

امریکی مورخ وول ڈیورانٹ W. Durant اپنی کتاب قصۃ الحضارۃ (The Story of Civilization) میں لکھتا ہے:

"عظماء تاریخ کے لوگوں پر ان کے اثرات کو دیکھ کر جب ہم ان کی عظمت کا فیصلہ کرتے ہیں تو بلا کسی تردد کہہ سکتے ہیں کہ محمد (ﷺ) عظماء تاریخ میں سب سے عظیم تر ہیں، محمد (ﷺ) نے صحراء میں رہنے والی ایک ناخواندہ بدو قوم کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر روحانیت اور اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز کردیا اور انہوں نے اپنے مشن میں اور مقصد میں جو حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے وہ تاریخ کی کوئی اور عظیم شخصیت حاصل نہ کرسکی۔"

جرمن کا مشہور شاعر گوئٹے Goethe اپنے روحانی استاد حافظ شیرازی کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اے حافظ! تیرے نغمے دل کو سکون و قرار نصیب کرتے ہیں ... اور جان بلب اور ٹوٹی ہوئی انسانیت کو ساتھ لے کر میں تیرے پاس ہجرت کرکے آرہا ہوں، تا کہ تو مجھے مہاجر اعظم محمد بن عبداللہ تک پہنچادے (جو انسانیت کے نجات

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

ہندہ ہیں)۔''

تھامس کارلائل کہتا ہے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیغام روح کی غذا اور دل کا سکون ہے۔''

جیمس مشنر کہتا ہے:

''یہ ملہم انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقراء، یتیموں اور بیواؤں سے محبت کرنے والا اور ان کا ملجا و ماوٰی تھا اور اپنی عبقری شخصیت سے پورے مشرق میں ایک انقلاب برپا کردیا اور ایک ایسا دین پیش کیا جو صرف ایمان باللہ کی دعوت دیتا ہے۔''

جارسن دی کاسی اپنی کتاب ''اسلام'' میں کہتا

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بت پرستی کے قلعہ میں پیدا ہوئے، لیکن بچپن ہی سے رذائل اور برائیوں سے دور اور متنفر تھے، فضائل اور خوبیوں سے مالا مال تھے، اخلاص اور سچائی کا پیکر تھے حتی کہ اہل وطن ان کو ''الصادق الامین'' کے لقب سے پکارتے تھے۔''

پروفیسر کارادی وو اپنی کتاب ''محمد'' میں لکھتا ہے:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اخوت و بھائی چارگی اور مساوات کی صرف تعلیم ہی نہیں دی، بلکہ عملی طور پر برت کر دکھایا بھی۔''

ڈاکٹر شبک کہتا ہے:

''انسانیت کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فخر و ناز ہے، اس لئے کہ محمد نے امی ہونے کے باوجود پندرہ سو سال پہلے ایک ایسا قانون اور ضابطہ حیات پیش کیا کہ اگر ہم یورپین اس کی چوٹی تک پہنچ جائیں تو ہم کو سعادت حاصل ہوگی۔''

جرمن مستشرق بریکی سانت ہیلو اپنی کتاب ''الشرفیوی وعقائدھم'' میں لکھتا ہے:

''محمد خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دیتے تھے وہ اپنی دعوت میں انتہائی نرم تھے، اپنے دشمنوں کے ساتھ محبت و مودت کا معاملہ کرتے تھے، محمد کی شخصیت میں دو صفتیں زیادہ نمایاں تھیں: ایک عدل و انصاف، دوسری رحمت و مودت۔''

انگریز فلسفی اور ادیب جارج برنارڈ شو (Bernard Shaw) اپنی کتاب "The Genuine Islam" میں جسے برطانوی حکومت نے نذر آتش کردیا، لکھتا ہے:

''قرون وسطی میں مسیحی علماء نے جہالت و ناواقفیت یا تعصب کی وجہ سے محمد کے لائے ہوئے دین کی بہت ہی تاریک اور خراب تصویر پیش کی، کیونکہ وہ محمد کو مسیحیت کا دشمن سمجھتے تھے، لیکن میں نے جب محمد کی سیرت کا مطالعہ کیا تو مجھے صحیح حقیقت کا پتا چلا کہ محمد مسیحیت کے دشمن نہیں تھے بلکہ وہ تو انسانیت کے نجات دہندہ ہیں، میرا یقین ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ وصلی اللہ علیہ وسلم) جیسی شخصیت دنیا کی قیادت کرے تو ہمارے سارے مسائل حل ہو جائیں گے اور انسان کو دنیا میں امن و آشتی اور خیر و سعادت نصیب ہوگی۔''

سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو جو پیغام خداوندی سنایا، اس میں سب سے اول اور بنیادی بات یہ تھی کہ انسان کا سر سوائے اپنے مالک حقیقی کے جو خدائے واحد ہے، کسی دوسرے کے سامنے نہیں جھک سکتا، اور وہ سوائے خدائے واحد کے کسی کو حقیقی نافع یا نقصان رساں نہیں سمجھ سکتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح انسان کو انسان کی بلکہ جانوروں، درختوں، ستاروں، دریاؤں اور پہاڑوں کی بندگی اور عبادت سے نکال کر تنہا خدائے واحد کی عبادت تک محدود کردیا، انسان کی فضیلت تمام زمینی مخلوقات پر بتائی اور ان مخلوقات کو انسان کا خادم بتایا، انسان کو انسان سے محبت کرنا سکھایا، اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ اپنائیت اور برادرانہ محبت کرنا سکھائی، اپنے اہل خاندان کے ساتھ سلوک و تعاون کی تلقین کی، پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنے کی ایسی تاکید کی کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ ہونے لگا کہ ان کو اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کا مرتبہ نہ دے دیں اور وراثت میں شریک قرار نہ دے دیں، اپنوں کے علاوہ غیروں کی بھی راحت کا خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی اور یہ تلقین فرمائی کہ راستہ میں کوئی چیز

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

ایسی بڑی دیکھو جس سے کسی چلنے والے کو تکلیف پہنچ سکتی ہو تو اس کو ہٹا دو، اس کا تم کو اجر ملے گا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو جو چیز تمام طرح کے پیغامات اور دعوؤں سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کی آفاقیت، جامعیت، صداقت، عمومیت اور ہمہ گیریت ہے، شریعت محمدی زندگی کے ہر طرح کے مسائل و تقاضوں کا احاطہ کرتی ہے، پوری کائنات میں صرف یہی ایک شریعت ہے جو دین و دنیا کے درمیان فرق و امتیاز نہیں کرتی اور عبادت و سیاست کو الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں کرتی۔

بعثت محمدی سے پہلے نوع انسانی کے اکثر افراد اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ و تامہ سے مایوس اور انسان کی سلامتی فطرت کی طرف سے بدگمان تھے اور اس تصور کو رواج دینے میں مسیحیت کا بڑا ہاتھ تھا، مسیحیت نے اعلان کیا کہ انسان پیدائشی و فطری گناہگار ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام اس کے گناہوں کا کفارہ ہیں، اس عقیدہ و تصور نے دنیا کے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اپنے بارے میں بدظنی اور اللہ کی رحمت سے مایوسی میں مبتلا کردیا، مایوسی کے ایسے عالم میں رسول رحمت ﷺ نے خوفزدہ انسانیت کو تسلی دی، جو یاس و قنوط کے بوجھ تلے کراہ رہی تھی اور عتاب و عذاب اور غضب وجلال کے مظاہر سے اس پر لرزہ طاری تھا، رسول انسانیت نے انسانیت اور زندگی کو خود ایک نئی اور خوشگوار زندگی مہیا کی اور اس کے کمزور اور بیٹھے ہوئے دل اور اس کے ٹھنڈے ہوتے ہوئے جسم میں ایک نئی روح اور نئی حرارت پیدا کردی، اس کے زخموں پر پھایہ رکھا اور اسے زمین کی پستی سے اٹھا کر عزت و سیادت، اعتماد و خودداری اور اعتماد علی اللہ کے اوج ثریا پر پہنچادیا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عطیات (Gifts) میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے دین و دنیا کے مابین وسیع خلیج کو پاٹ دیا اور دونوں متحارب کیمپوں کو صلح و صفائی اور محبت کے ساتھ آپس میں ملا دیا اور امن و اتحاد کے ساتھ جینا سکھا دیا، نوع انسانی کو دو جنگ آزما محاذوں سے اٹھا کر ایمان و احتساب، انسان نوازی اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے محاذ پر لگادیا، دین اور علم کے درمیان صحیح اور مستحکم رشتہ قائم کیا اور علم کو خداشناسی کا ذریعہ بنایا، اسی طرح دین و عقل کے درمیان ہم آہنگی و ربط پیدا کیا جبکہ کلیسا نے عقل و علم کو دین سے الگ کردیا تھا، یہ عظیم انقلاب، سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی بعثت کا کرشمہ ہے کہ آپ نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔

مولانا الطاف حسین حالی نے سچ کہا ہے:

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

☆☆ ... ☆☆☆

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کردیتا ہے۔

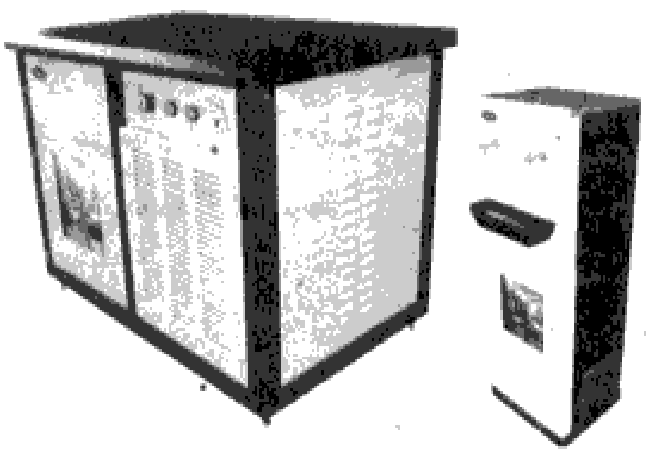

فلاحی اداروں اور سپلائرز کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

رابطہ سیل: 0333-2126720
E-mail:monir@super.net.pk

مختلف خوبصورت ڈیزائن اور کپیسٹی میں دستیاب ہیں

2025 کی رپورٹ

پاکستان کے خلاف

امریکا اسرائیل اور بھارت کے عزائم

"پاکستان ۲۰۱۰ء میں ہر لحاظ سے ایک ناکام ریاست بن جائے گا، مخصوص جنگی تیاری اور خصوصاً ایٹم بم کے حامل ہونے کی وجہ سے وہ خطے کے ممالک کے لئے سیکوریٹی رسک بن جائے گا اور اس کے اندر مختلف علاقائی و لسانی متعصب تنظیمیں لسانی بنیادوں پر پاکستان کی تقسیم کا سبب بن جائیں گی، پھر ۲۰۱۲ء میں پاکستان مذہبی جنونیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، مذہبی اور جہادی تنظیمیں پاکستان میں اقتدار کی باگ دوڑ سنبھال لیں گی، جماعت اسلامی وغیرہ کی مثل جماعتیں برسر اقتدار آجائیں گی اور پاکستانی ایٹم بم اس خطے کے لئے خطرہ بن جائے گا، کیونکہ وہ انتہاپسند قوتوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، ایسے حالات میں امریکا بھارت کو ساتھ ملا کر پاکستان پر حملہ کرے گا اور پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو نشانہ بنا کر ناکارہ کردے گا، اور ایسا کرنا خطے کے انسانوں کی زندگیاں بچانے کے لئے ان کی مجبوری ہوگی۔

یوں ۲۰۱۲ء سے پاکستان کی تباہی کا آغاز ہوگا اور ۲۰۲۰ء میں پاکستان کا نام و نشان ختم ہو جائے گا، اور وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا اور ایک بار پھر پاکستان گریٹ انڈیا (Confidration) کا حصہ بن جائے گا، یوں خطے میں انڈیا عظیم تر قوتوں کا مالک ہوکر پوری دنیا کی قیادت کا حامل ملک بن جائے گا۔"

یہ ہیں وہ ہرزہ سرائیاں جو کہ ۲۰۲۵ء کی رپورٹ کے نام پر چند متعصب عیسائی، یہودی اور ہندو مفکرین (Thinktanks) نے مرتب کی ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں: میجر تھامس، راجر میتھم، استورڈ گولڈ، جارج، ایسلے کچس اور موزو۔

یہ رپورٹ درحقیقت خطے میں پاکستان کے وجود کے خلاف امریکا، اسرائیل اور بھارت کے

ڈاکٹر فضل خالق

بھیانک اور مکروہ عزائم کا منہ بولتا ثبوت ہے، اس رپورٹ کو بغور پڑھنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ عالم کفر اسلام کے خلاف اور پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کے لئے متحد ہوتے ہوئے تقریباً تیار ہو چکا ہے اور مختلف حیلے بہانوں سے پاکستانی سرحدات کے قریب اپنی فوجی وافرادی قوت میں مسلسل اضافہ کر رہا ہے جبکہ پاکستان کی فضائی سرحدی حدود کی خلاف ورزی تو معمول کا حصہ بن چکی ہے، اب ہر ناکردہ گناہ کا الزام لگا کر پاکستان کے خلاف عالمی رائے عامہ کو ہموار کیا جارہا ہے، پاک بھارت کشیدگی میں ممبئی حملوں کے بعد اس وقت اضافہ ہوا جب بلاثبوت ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان پر اس کی ذمہ داری عائد کردی گئی۔

عالمی اور خاص طور پر انڈیا کی بے لگام اور بے حیا میڈیا تمام تر صحافتی اُصولوں کو پامال کرتے ہوئے ہرزہ سرائیوں میں تاحال مصروف ہے، حالانکہ امریکا کی قربانی یعنی نائن/الیون کے بعد نیز سیون/سیون میں انگلینڈ کی قربانی کے بعد یہودیوں نے پاکستان پر حملے کے لئے جواز کے طور پر بھارت کو اس بار قربانی کا بکرا بنا کر یہ ٹوپی ڈرامہ رچایا اور پھر اس کے فوراً بعد عالمی رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے تمام عالم میں مقرر انڈین سفراء کی ذہن سازی کی گئی تاکہ عالمی رائے عامہ ہموار کرنے کے بعد پاکستان پر حملہ کرکے اسے کھڈے لائن لگایا جائے، لیکن ان کا یہ منصوبہ انتہائی حد تک مضحکہ خیز ثابت ہوا، خاص کر انٹرپول، اسکارٹ لینڈ یارڈ اور خود بعض معتبر بھارتی خبر رساں ایجنسیوں کی تحقیق پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس حملے کا ماسٹر مائنڈ ایک انڈین ہے۔

کاش ہندو مفکرین یہ سمجھتے کہ اس پورے خطے کے ساتھ انگریز و یہود دشمنی پرانی ہے، اس خطے کی ہر قسم کی ترقی کے وہ خلاف اور اس کے دشمن ہیں۔ کاش وہ سمجھتے کہ اسرائیل و امریکا اور عالمی قوتیں جس طرح پاکستان کی دشمن ہیں، اسی طرح وہ بھارت کی بھی دشمن ہیں۔ ان کی نظر مذہب پر نہیں بلکہ اس خطے کی مادی ترقی پر ہے، اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یہودی اور عیسائی قوتیں چین کی ترقی کی کیوں مخالف ہیں؟ اور آپ جانتے ہیں کہ وہ کسی صورت اس خطے کو مادی طور پر ترقی کرتا ہوا دیکھ نہیں سکتے۔ ہم ہندو مفکرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس پہلو پر سوچیں اور خاص کر ہندوستان کی پچھلی دو سو سالہ فلسفہ تاریخ کو پرکھیں تو وہ یہ بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے کہ نہ صرف پاکستان اور بنگلہ دیش

بلکہ بھارت و چین کسی کی بھی مادی ترقی کو یورپ، امریکا و یہود انتہائی بُری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہیں قطعاً یہ برداشت نہ ہوگا کہ آنے والے زمانے کی قیادت بجائے امریکا و یورپ کے ایشیا کو ملے، اگر ہماری یہ بات غلط ہے تو ہم تمام ایشین مفکرین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہماری اس فکری اور نظری غلطی کو باقاعدہ تاریخ کی روشنی میں دلائل لاکر مسترد کردیں، ہم یقین سے کہتے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کرسکیں گے، کیونکہ ہماری دو سو سالہ تاریخ اس کی گواہ ہے۔

جہاں تک پاکستان کے بارے میں مرتب شدہ اس رپورٹ کا تعلق ہے جس میں پاکستان کی تباہی کی (خاکم بدہن) ہرزہ سرائی کی گئی ہے، تو اس کے بارے میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اردو میں ایک کہاوت ہے:

"بلی کو خواب میں چھچھڑے ہی نظر آتے ہیں"

بھارت کی سب سے بڑی خواہش پاکستان کی تباہی ہے، دوسروں کے بارے میں ایسی خواہش رکھنے والوں کی اپنی حالت دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے:

"غیروں کی تجھے کیا پڑی اپنی نبیڑ تو"

پاکستان کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ وہ ۲۰۱۰ میں ناکام ریاست بن جائے گا، اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بھارت اس وقت بھی دنیا کی ناکام ترین جمہوریت اور ناکام ترین ریاست ہے۔

بھارتی میڈیا کی اپنی رپورٹ کے مطابق انڈیا میں تین سو ملین سے زائد افراد خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، عالمی بینک کی رپورٹ کے مطابق ۴۰۵ ملین افراد کی یومیہ آمدنی ۰.۵۰ ڈالر ہے، ایشیائی ترقیاتی بینک کی رپورٹ میں بھارت کے ۶۲۳ ملین افراد جو کہ کل آبادی کا ۵۵% میں بتایا گیا ہے کہ وہ ۱.۲۵ ڈالر یومیہ کماتے ہیں اور ۲۰۰ ملین سے زائد افراد فٹ پاتھ پر سوتے ہیں، ارجن سنگھتا رپورٹ کے مطابق ۷۰ ملین افراد روزانہ ۲۰ روپے سے بھی کم کماتے ہیں۔

یہ ہے اس ملک کی مالی حالت جو دوسروں کو کہہ رہا ہے کہ تم ہماری ترقی سے خوفزدہ ہو ہم میں اگر عقل و دانش ہے تو ایسی ترقی جس میں عوام کی یہ حالت ہو اس سے ہمیں خوفزدہ ہی ہونا چاہئے۔

۲۰۲۵ء کی رپورٹ پر خوش ہوتے ہوئے تمام بھارتی چینلز اور خاص کر انڈیا ٹی وی کے مطابق:

"پاکستان سیکورٹی رسک بن کر ناکام ترین ریاست ہو کر اس کا ایٹم بم مذہبی جنونیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا اور پھر انسانیت کو بچانے کے لئے امریکا کے ساتھ مل کر بھارت کا پاکستان پر حملہ ناگزیر ہوگا۔"

جس ملک میں ۳۵ سے زائد علیحدگی پسند مستقل تحریکیں اور نامی گرامی ہندو انتہا پسند تنظیمیں نہ صرف موجود ہوں بلکہ پروان چڑھتے ہوئے ملک کی پالیسیوں تک میں بلاخوف و خطر بلا روک و ٹوک دخل انداز ہورہی ہوں تو کیا وہ ملک خود سیکورٹی رسک نہیں بن جاتا اور کیا یہ ممکن نہیں کہ انڈین ایٹم بم ہندو جنونی تنظیموں کے ہاتھ میں چلا جائے اور کسی حد تک چلا بھی گیا ہے، ایسی صورت میں کیا کبھی کسی پاکستانی کے منہ سے سنا ہے کہ پاکستان چین کے ساتھ مل کر بھارت پر انسانیت کو بچانے کے لئے حملہ کرے گا۔

تف ولعنت ہے تمہاری فکر و نظر پر

تف ولعنت ہے تمہاری سوچ پر

دوسروں کی تباہی میں اپنی خوشحالی اور دوسروں کی بربادی میں اپنی آبادی کا نظر آنا درحقیقت یہودیوں کے پیچھے چلنے کا شاخسانہ ہے، اے کاش کہ انڈیا میں ایک ایسا مفکر و مدبر ہوتا جو انہیں سمجھاتا جس پر عمل کرکے وہ اپنی داخلہ اور خارجہ پالیسی مرتب کرتے:

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

پاکستانی حکومت سے گزارش ہے کہ ان رپورٹ کنندہ گان کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں رجوع کریں کہ انہیں ایسی رپورٹ شائع کرنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ کیا ہم بالکل مرگئے ہیں؟ کیا ہم بالکل ختم ہوچکے ہیں؟ کیا ہم میں کوئی حمیت دینی و قومی موجود نہیں ہے؟

اگر ہے تو اس جذبے کو بروئے کار لاکر حکومت وقت امریکا، اسرائیل و بھارت پر یہ واضح کردے کہ یہ پاکستان ہے، عراق و افغانستان نہیں، ہم جنگ نہیں چاہتے لیکن اگر ہم پر جنگ کسی بھی وقت مسلط کی گئی تو ہم میں کا بچہ بچہ چاہے وہ مہاجر ہو یا غیر مہاجر، سندھی ہو یا بلوچی، پشتون ہو یا پنجابی، ایک جھنڈے کے نیچے فوج کے شانہ بشانہ دیوانہ وار توحید و اسلام اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم بلند کرتے ہوئے دربار الٰہی سے راندہ اور قعر مذلت میں پڑی ہوئیں ان غلاظت و گندگی کے بدنما ڈھیروں، شرک و توہمات کی شکار

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

بدخو ذہنیت کے خلاف پاکستان کی حفاظت میں خون کا آخری قطرہ تک بہادے گا انشاءاللہ!

ایسے ہی اگر رپورٹیں پیش کرنے کا شوق ہے اور سننے کو جی چاہتا ہے تو ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ یہ رپورٹ نجانے کن چوراُچکوں نے ترتیب دی ہے، خدا جانے کہ وہ علم و عمل کی وادی سے گزرے بھی ہیں یا نہیں؟

آیئے آپ کو ہندوستان کی عظیم علمی و عملی شخصیت عالم اسلام کے عظیم مفکر بیک وقت شریعت و تکوین کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نور اللہ مرقدہ کی ایک پیشین گوئی بتاتے ہیں:

”(پ) اور (چ) کے تعاون اور اکٹھ سے ملک (ب) پر حملہ ہوگا اور مسلمان ایک خوبصورت وادی حاصل کریں گے اور اس کے بعد یلغار کرتے ہوئے مسلمان ابھی دہلی ہی فتح کر پائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گیا ہوگا۔“

ملاحظہ فرمایئے! اس پیشین گوئی میں پ سے مراد پاکستان، چ سے مراد چین اور ب سے مراد بھارت ہیں اور یہ اس شخصیت کی پیشینگوئی ہے جو آج سے ۲۵۰ سو سال پہلے کہہ گئے ہیں، اس وقت بھارت و پاکستان کے ناموں کا وجود بھی نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہمیں مٹانے والے خود مٹ جائیں گے، کیونکہ غنا ظلم کے مقدر میں لکھا ہے۔

پاکستانی حکومت سے گزارش ہے کہ ان حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے (کہ ہم جتنا بھی کفر کے لئے کر گزریں وہ ہم پر اعتماد نہیں کرے گا) اور بقول امریکن صدر ریگن کے کہ:

”امریکا کا دشمن تو بچ سکتا ہے، لیکن امریکا کا دوست نہیں بچ سکتا۔“

ہمیں چاہئے کہ ہم ٹھنڈے دل سے صحیح سوچ و فکر اور خوب گہرے فکر و تدبر کے بعد اپنی خارجہ پالیسی کو از سرِ نو پرکھتے ہوئے اس نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں غیروں کے اتحاد سے نکل کر اپنے ملک اور اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے صرف اور صرف ایمانی و روحانی، مالی و مادی ترقی پر اپنی نظر مرکوز کردیں۔

کیا ہماری ترقی امریکا کے بغیر ناممکن ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر چین نے کب امریکا کی غلامی کی ہے کہ وہ آج ترقی یافتہ ممالک کی صف میں ہے، کیا ہم ایک زندہ قوم کی طرح خود اپنے پاؤں پر اپنی محنت سے کھڑے ہونے کی کوشش نہیں کر سکتے؟ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو آؤ عہد کریں کہ ہم اس مملکت خداداد پاکستان کی حفاظت اور اس کی ترقی کی راہ میں حائل ہر رکاوٹ کو اتحاد و اتفاق کی قوت سے دور کرتے ہوئے عالم اسلام کے اس قلعے کے لئے اپنا تن من دھن لگا کر تمام تر طاغوتی قوتوں کو پیغام دے دیں کہ پاکستان کل بھی مضبوط تھا، پاکستان آج بھی مضبوط ہے اور پاکستان آئندہ بھی مضبوط رہے گا انشاءاللہ تعالیٰ، پاکستان پائندہ باد۔ ☆☆☆

فرانس کے عالمی شہرت یافتہ ڈاکٹر کا قبول اسلام

گزشتہ دنوں سعودی عرب ریاض میں فرانس سے تعلق رکھنے والے دماغی امراض کے عالمی سطح پر معروف ڈاکٹر رونالڈ ڈارڈینیر نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا، موصوف ریاض میں ذہنی اور جسمانی معذور افراد کے حوالے سے منعقدہ ایک کانفرنس میں شرکت کی غرض سے سعودی عرب آئے ہوئے تھے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے اپنا نام رونالڈ سے تبدیل کرکے شریف رکھ لیا ہے، نیز انہوں نے اس موقع پر بتلایا کہ یوں تو انہیں اسلام سے پہلا تعارف فرانس میں زیر تعلیم سعودی طلبا اور طالبات کے ذریعے ہوا ان کی گفتگو اور طرز بود و باش نے مجھے متاثر کیا تھا اور کبھی کبھار ادیان سماوی کی اہمیت پر عمومی انداز میں ان سے گفتگو بھی ہوتی رہی، مگر میری زندگی کا اہم ترین موڑ ریاض میں منعقد کی جانے والی یہ کانفرنس تھی، جس میں متعدد مسلمان ڈاکٹر شریک رہے۔ گزشتہ چار دنوں میں مجھے مسلمانوں کی زندگی کو قریب سے دیکھنے اور سعودی عرب میں اسلامی ماحول کا جائزہ لینے کا موقع ملا، نمازوں کے اوقات میں کانفرنس کی کارروائی کے عین درمیان دیا جانے والا وقفہ نیز نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد سے لوٹتے ہوئے نمازیوں کے چہروں پر عیاں طمانیت و سکون نے مجھے دین اسلام کا گرویدہ بنا دیا، چنانچہ پورے اطمینان اور خوش دلی کے ساتھ میں مسلمان ہو چکا ہوں، الحمدللہ! مجھے اس ہفتہ عمرے کی سعادت بھی حاصل ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر شریف کے قبول اسلام پر جہاں کانفرنس کے منتظمین نے انہیں مبارکباد دی، وہیں سعودی عرب کے شاہ عبداللہ نے انہیں خصوصی ملاقات کا موقع بھی دیا، اس موقع پر کانفرنس کے منتظم اعلیٰ پرنس سلطان بن سلمان بن عبدالعزیز بھی موجود تھے۔ شاہ عبداللہ نے انہیں دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر مبارکباد دی اور اس امید کا اظہار کیا کہ ان کے ذریعے فرانس کے علمی و تحقیقی حلقوں میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں اضافہ ہوگا، نیز شاہ نے کہا کہ دین کی حقیقی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانا ایک جہاد ہے، جہاد علم و عمل جس میں لوگوں کو آپ دنیاوی و اخروی حیثیت سے فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شریف نے شاہی خاندان کی جانب سے ان کی اس عزت افزائی پر ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

(مرسلہ: اے ایل طاہر، کراچی)

ضبط و ترتیب: بنت عبداللہ، کراچی

قادیانیوں سے چند مناظرے

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مدارِ نجات:

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہمارا عقیدہ ہے: ''امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ'' لیکن اب کوئی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے تو ہمارے نزدیک اس کی نجات نہ ہوگی فی الوقت مدارِ نجات محمد عربی علیہ السلام کی ذات ہے، رحمت عالم ﷺ کے بعد کسی کو نبی تسلیم کرلیا جائے تو عقیدہ یوں ہوجائے گا کہ اب مدارِ نجات یہ شخص ہے، محمد عربی علیہ السلام نہیں، اتنی بڑی دراڑ دین میں مرزا قادیانی ملعون نے ڈال دی ہے اور یہ دعویٰ خود مرزا نے صراحتاً کیا، اپنی کتاب تذکرہ میں لکھتا ہے:

''اللہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچی اور اس نے قبول نہ کیا وہ مسلمان نہیں، میری اتباع سے تمہاری نجات ہوگی۔''

ان کی پوری عمارت اسی وہم، دجل اور وسوسے پر قائم ہے، ان کے پاس دلائل نہیں، اوہام ہیں، چنانچہ چند مناظرے آپ حضرات کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مناظرے:

مناظرہ نمبر۱: یہ مناظرہ لاہور میں ہوا، ایک قادیانی بڑی رعونت سے: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا، حضرت علیہ السلام نے یہ فرمایا'' اپنے دلائل دے رہا تھا، اب بار بار اس کے منہ سے مرزا کے بارے میں علیہ السلام سن کر ہمارا خون کھولے تو آخر میں نے کہہ دیا کہ بھائی مناظرے کا اصول یہ ہے کہ آپ کوئی ایسی بات نہ کریں، جس سے دوسرے فریق کو تکلیف پہنچے، میں کوئی ایسی بات نہ کروں جس سے آپ کو تکلیف پہنچے تو جب آپ مرزا کو علیہ السلام کہتے ہیں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، اب وہ قادیانی بڑی رعونت سے آستین چڑھا کر بولا: ''مرزا ہمارے نزدیک علیہ السلام تھے، دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے عقیدے کے اظہار سے نہیں روک سکتی'' میں نے گردن جھکالی گویا سرنڈر ہوگیا، مناظرے میں موقف فریق کو فوراً تسلیم کرلینا ایک معیوب امر ہے، مگر میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا اور وہ شیر ہوگیا اور بولتا رہا اور میں خاموش رہا، یار لوگوں نے بھی کہا کہ بھائی یا تو یہ بات چھیڑنی نہ تھی اور اگر چھیڑی تو فوراً سر تو نہ جھکاتے مگر میں خاموش رہا، پھر جب میری باری آئی تو میں نے کتاب اٹھائی مرزا کی اور بولنا شروع کیا: میں نے غلام احمد قادیانی ملعون ابن ملعون بدقسمت محروم مرزا ملعون کی یہ کتاب دیکھی، ملعون نے یہ کتاب لکھی اور کہا...

میں نے اپنی باری پر ملعون کی گردان ہی پڑھ لی تو وہ قادیانی کہنے لگا: ''مولوی صاحب! میں علیہ السلام نہیں کہتا، آپ انہیں ملعون نہ کہیں!'' میں نے کہا: تیرا عقیدہ ہے کہ وہ علیہ السلام ہے، میرا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ملعون ہے تو جس طرح تمہیں دنیا کی کوئی طاقت اپنے عقیدے کے اظہار سے نہیں روک سکتی، اس طرح مجھے بھی دنیا کی کوئی طاقت میرے عقیدے کے اظہار سے نہیں روک سکتی۔

وہ قادیانی کہنے لگا: مولوی صاحب! میں اب علیہ السلام نہیں کہتا، آپ بھی انہیں ملعون نہ کہئے، میں نے کہا: تم کہو نہ کہو میں تو ملعون کہوں گا:

''زباں رکھتا ہوں ایسی جس کو سب تلوار کہتے ہیں''

مناظرہ نمبر۲: ایک قادیانی نے مناظرے میں کہا کہ مرزا کو نبوت ملی اتباع محمد علیہ السلام سے، اب اس کم عقل کو میں کیا سمجھاتا کہ اس دعویٰ میں تین نقص ہیں:

(۱) تو نبوت کسبی ہوئی وہبی نہ ہوئی،

(۲) اگر نبوت اتباع ہی سے ملتی تھی تو صحابہؓ تو سب سے زیادہ متبع تھے، انہیں کیوں نہ ملی؟،

(۳) مرزا کی محمد عربی علیہ السلام سے اتباع تو ناقص تھی۔ آپ علیہ السلام نے حج کیا، مرزا نے کبھی حج نہیں کیا، آپ علیہ السلام نے جہاد کیا، مرزا جہاد کا منکر، آپ علیہ السلام کے اخلاق کا یہ عالم کہ دوست دشمن ترانے گاتے تھے اور مرزا کے اخلاق کا حال یہ کہ نامحارم سے اختلاط اور شراب کا رسیا تو دعویٰ اتباع کیسا؟ تو میں نے سوال کیا: جب نبوت اتباع سے ملتی ہے تو امت میں کتنے افراد ہیں جنہیں اتباع سے نبوت ملی، آپ ان کے نام بتادیں؟ اب وہ قادیانی خاموش، میں نے کہا: اگر اتباع سے نبوت ملتی ہے تو اگر آج کوئی مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے تو نجات ہوجائے گی؟ اس نے کہا کہ: ہاں جی! نجات ہوجائے گی، میں نے کہا: جب اتباع محمد علیہ السلام سے نجات ہوجائے گی تو ملعون کو ماننے کا کیا فائدہ؟ وہ فوراً بولا: نہیں نہیں! نجات نہیں ہوسکتی، میں نے کہا: اچھا! مرزا محمد علیہ السلام کی اتباع کرے تو اسے نبوت مل جائے

اور عام مسلمان اتباع کرے تو نجات بھی نہ ملے؟

''ہوتی ہیں کچھ تو خلق خدا کو شکایتیں''

مناظرہ نمبر۳: میں نے مرزا کی کتاب چند اقتباسات سنائے تو قادیانی جھینپ گیا، اب وہ کسی طرح اس مجلس میں یہ کہلوانا چاہتا تھا کہ مرزا صاحب علم تھا، چنانچہ کہنے لگا: آپ مرزا کو مجدد تسلیم نہ کریں اتنا تو مان لیں وہ عالم دین تھا؟ میں نے کہا: مرزا کائنات کا سب سے بڑا جاہل تھا، اب اسے غصہ آ گیا، اس سے پہلے کہ وہ بولتا، میں نے کہا: مرزا غلام احمد ہی نہیں، تم بھی کائنات کے سب سے بڑے جاہل ہو، یہ براہ راست حملہ تھا اور یہ مناظرے میں جائز نہیں، اب مجھے پتا تھا وہ غصہ میں احتجاج کرے گا، میں نے فوراً کہا: جس طرح انگریزی مہینوں کے نام ہوتے ہیں: جنوری، فروری، مارچ... اسی طرح اسلامی مہینوں کے بھی نام ہوتے ہیں، آپ کو آتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں آتے ہیں، میں نے کہا سناؤ: اس نے پڑھنا شروع کیا: محرم، صفر، ربیع الاول... میں نے ٹوک دیا، صفر تو چوتھا مہینہ ہے، وہ قادیانی بولا: دوسرا ہے، میں نے ڈٹ کر کہا کہ چوتھا ہے، اب وہ قادیانی حیران پریشان مجھے دیکھے جائے کہ مولوی صاحب کو کیا ہوگیا، میں نے کہا: آپ خواہ مخواہ ناراض ہوتے ہیں، میں نے آپ کو اسی لئے جاہل کہا کہ آپ کو پتا ہی نہیں کہ صفر چوتھا مہینہ ہے، وہ کہنے لگا: دوسرا ہے، میں نے کہا: چوتھا ہے، اب دوسرے اور چوتھے پر بحث چل پڑی، آخر اس نے غصہ میں کہا: کس الو کے پٹھے نے کہا کہ صفر چوتھا مہینہ ہے؟ میں نے کہا: مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے، اب میں آپ سے پوچھتا ہوں مرزا عالم تھا یا جاہل؟

مناظرہ نمبر۴: ایک قادیانی سے مناظرہ ہو رہا تھا، وہ کہنے لگا: آپ ہمارا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ ہمارے شہر کا نام قرآن میں لکھا ہوا ہے، میں نے کہا: صاحب! کہاں لکھا ہوا ہے؟ کہنے لگا: ربوہ، اب میری سمجھ میں آیا کہ پانی کہاں سے بہہ رہا ہے (قادیانی کا اشارہ آیت: الی ربوۃ ذات قرار و معین کی طرف تھا) اب میں اسے کیا سمجھاتا کہ جب قرآن اترا تب تو پاکستان ہی نہ بنا تھا، اس سے بحث لمبی ہو جاتی اور وہ بھی نہ سمجھتا، میں نے کہا: صرف آپ کے شہر کا نام نہیں، میرے نزدیک تو قرآن میں آپ کی جماعت کا نام بھی لکھا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگا: ماشاء اللہ! بڑے وسیع ظرف ہیں آپ، میں نے ایسے علماء بہت کم دیکھے ہیں، آپ کے منہ میں گھی شکر، میں نے مزید کہا: صرف قادیانیوں کا نہیں، لاہوریوں کا بھی لکھا ہوا ہے، وہ قادیانی بولا: ماشاء اللہ حضرت کہاں لکھا ہے؟ ذرا مجھے بھی بتلایئے! میں نے کہا: قرآن میں ہے: ''حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر'' خنزیر سے مرزا قادیانی اور میتة سے مراد لاہوری ہیں، وہ قادیانی بولا: خدا کا خوف کرو مولوی صاحب! جب قرآن اترا قادیانی تھا؟ میں نے کہا: ربوہ تھا؟؟

وہ آج مجھ سے یہ دہرا کے چل دیا
اب بھول کے بھی نہیں تجھ سے بولنے والا
وہ بات بات پہ جی بھر کے بولنے والا
الجھ کے رہ گیا ڈوری کو کھولنے والا

کہنے لگا: سوری Sorry مولوی صاحب! غلطی ہوگئی، میں نے کہا: سوری Sorry مجھ سے بھی غلطی ہوگئی۔

یہ ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی، جس کے پاس دلائل نہیں اوہام ہیں، کسی مسلمان کو یہ مسلمان نہیں سمجھتا جو محمد عربی علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

تمام انبیاء کرام پر وحی نازل ہوئی، سوائے محمد عربی علیہ السلام کے کسی کی وحی محفوظ نہ رہی، موجود نہ رہی اور محمد عربی علیہ السلام کی وحی خفی بھی ضائع نہ ہوئی۔

ادھر رہا کچھ نہیں، ادھر گم کچھ نہ ہوا... اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اشارہ بھی کیا تو میرے رب کی حکمت بالغہ نے اسے محفوظ کر دیا، تورات، انجیل، زبور اور قرآن کریم سب منزل من السماء ہیں، مگر سوائے قرآن کریم کے کچھ محفوظ نہ رہا، تعلیمات محمدیہ علیہ السلام کے سوا کچھ موجود نہ رہا اور یہ سب صدقہ ہے ختم نبوت کا۔

☆☆ ......☆☆

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

یاد رکھئے اولڈ

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ   دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

زید زمان المعروف زید حامد کا تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ سال اکتوبر نومبر ۲۰۰۸ء میں راقم الحروف نے قرب قیامت کے فتنوں اور فتنہ پروروں کی نشاندہی کرتے ہوئے حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال کی ایک روایت کے حوالے سے انسان نما شیطانوں کے اضلال و گمراہی کی نشاندہی کی اور ضمناً ٹی وی کے ”نامور تجزیہ نگار“ زید حامد کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ کل کا زید زمان آج کا زید حامد ہے، اور یہ بدنام زمانہ اور مدعی نبوت یوسف کذاب کا خلیفہ اول ہے، جو یوسف کذاب کے واصل جہنم ہونے کے بعد ایک عرصہ تک منقار زیر پر اور خاموش رہا، جب لوگ ملعون یوسف کذاب اور اس کے ایمان کش فتنہ کو قریب قریب بھول گئے تو اس نے زید حامد کے نام سے اپنے آپ کو منوانے اور متعارف کرانے کے لئے ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل سے معاملہ کر کے اپنی زبان و بیان کے جوہر دکھانا شروع کردیے اور بہت جلد مسلمانوں میں اپنا نام اور مقام بنانے میں کامیاب ہوگیا،... یہ بات بھی غلط ہے کہ براس ٹیکس نجی ٹی وی چینل کا پروگرام ہے، یہ پروگرام زید زمان کی اپنی کمپنی براس ٹیکس کا تیار کردہ ہے کیونکہ اسلام آباد میں مقیم ہمارے ایک باخبر دوست کے مطابق ایک اہم ادارے کا اسپانسر پروگرام ہے، ظاہر ہے کہ اس طرح کے پروگرام کی تیاری اور آن ایئر جانے پر خطیر رقم خرچ ہوتی ہے، (ڈاکٹر فیاض عالم، روزنامہ جسارت کراچی) بہرحال یہ سب کچھ اس کی چرب لسانی، تک بندی اور جھوٹی سچی معلومات کا کرشمہ ہے، ورنہ زید حامد کے پس منظر میں جھانک کر دیکھا جائے تو یہ ملعون یوسف کذاب کے عقائد و نظریات کا علمبردار اور اس کی فکر و سوچ کا داعی و منادے ہے... اور ایسا کیوں نہ ہو کہ چشم بد دور یہ اس کا صحابی، خلیفہ، اس کا معتمد خاص، اس کا سفر و حضر کا ساتھی، مشکل وقت میں اس کا معاون و مددگار، اس کے مقدمہ اور کیس کی پیروی کرنے والا اور طرف دار رہا ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری

راقم کی یہ تحریر جب ماہنامہ بینات کراچی اور ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع ہوئی تو ہمارے بہت سے محترم و معزز احباب و رفقاء اور دین و مذہب سے وابستگی رکھنے والے مخلصین نے فون پر رابطہ کر کے میری فہمائش کرنا چاہی کہ: زید حامد تو بہت اچھا آدمی ہے بلکہ وہ اس دور میں مسلمانوں کا واحد ترجمان اور نمائندہ ہے کیونکہ جس طرح یہ یہودیوں اور امریکا کے خلاف اور جہاد افغانستان کے حق میں بولتا ہے، دوسرا کوئی اس کی ہمت و جرأت نہیں کرسکتا، بلکہ جس بے باکی اور بے خوفی سے یہ شخص بولتا ہے اس سے یہی لگتا ہے کہ یہ خالص ”طالبان“ ہے۔

اس کے علاوہ آج جب کوئی شخص اپنے اندر مسلمانوں، جہاد اور اسلام کے حق میں لکھنے اور بولنے کی ہمت و جرأت نہیں پاتا، بلکہ جب سب لکھنے اور بولنے والوں کی زبان و قلم کا رخ اسلام، اسلامی شعائر، جہاد، مجاہدین اور طالبان کے خلاف ہے، بلاشبہ اس جیسے مرد مجاہد کی زبان و بیان سے اسلام اور مسلمانوں کی ترجمانی، لق و دق صحرا میں کسی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے یا شجر سایہ دار کے مترادف ہے؟ اگر ایسا ہے اور یقیناً ایسا ہے تو اس مرد مجاہد کی مخالفت کیوں؟

یوں تو اس سلسلہ میں بہت سے حضرات نے نہایت اخلاص سے مجھے سمجھانے کی سعی و کوشش کی، مگر ہمارے بہت عزیز اور باقاعدہ سند یافتہ عالم دین مولانا محمد یوسف اسکندر سلمہ نے اس موقع پر خاص جذبات کا مظاہرہ فرمایا، چنانچہ فرمانے لگے کہ:

”آپ حضرات بلا تحقیق کسی کو کافر و ملحد لکھنے اور باور کرانے میں ذرہ بھر تامل نہیں کرتے، مولانا! ایک ایسا شخص جو آپ کا، اسلام کا، مسلمانوں کا، جہاد کا، مجاہدین کا اور طالبان کا ترجمان ہے اور اس کی آواز دنیا بھر میں سنی جاتی ہے اور دنیا اس کے علم و فہم اور مبنی برصداقت تجزیوں اور یہود و امریکا کے خلاف بے لاگ تبصروں پر خراج اور تحسین کے ڈونگرے برساتی ہے، آپ نے بیک جنبش قلم اس کو مخالفین کے کیمپ اور پلڑے میں ڈال کر کوئی اچھا کام نہیں کیا۔

مولانا! آپ خود ہی اس کا فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص اسلام دشمن ہوگا، وہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں کیوں کر بولے گا؟ اور جو امریکا اور یہودیوں کا ایجنٹ ہوگا وہ یہودیوں اور امریکا کے خلاف سرعام لب کشائی کیوں کرے گا؟ میں نے غور سے ان کی تقریر سنی اور عرض کیا: عزیز من! کسی آدمی کا اچھا مقرر ہونا، عمدہ تجزیہ نگار ہونا، وسیع معلومات سے متصف ہونا، کسی کی چرب زبانی اور طلاقت لسانی، اس کے ایمان دار ہونے کی علامت اور نشانی نہیں ہے، کیونکہ بہت سے باطل پرست ایسے گزرے ہیں، جو ان کمالات سے متصف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ

مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ اپنے ان کمالات و اوصاف کو اپنے کفر، الحاد اور باطل نظریات کی اشاعت و تبلیغ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف ایک صدی پیشتر متحدہ ہندوستان کے غلیظ فتنہ، فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی زندگی کا جائزہ لیجئے تو اندازہ ہوگا کہ شروع شروع میں اس نے بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ اسلام کا ترجمان اور آریوں اور عیسائیوں کے خلاف مناظر باور کرایا تھا، مگر یہ سب کچھ ایک خاص وقت اور ایک خاص مقصد کے لئے تھا... وہ یہ کہ کسی طرح مسلمانوں میں اس کا نام اور مقام پیدا ہو جائے، اور بحیثیت مسلمان، اس کا تعارف ہو جائے، مسلمان اس کے قریب آجائیں اور مسلمانوں کا اس پر اعتماد بیٹھ جائے، چنانچہ جب اس نے محسوس کیا کہ ان مناظروں اور مباحثوں سے اس کے مقاصد حاصل ہوگئے ہیں، تو اس نے اپنے باطل افکار و نظریات کا اظہار کر کے اپنے پر پرزے نکالنا شروع کر دیئے، اس کے بعد اس نے جو گل کھلائے، وہ کسی باخبر انسان اور ادنیٰ مسلمان سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

ٹھیک اسی طرح زید حامد بھی ایک خاص حکمت عملی کے تحت یہ سب کچھ کر رہا ہے، لہٰذا جس دن اس کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا ہے، یا مسلمانوں میں اس کا اعتماد، مقام اور تعارف ہو گیا ہے، یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنے پوشیدہ افکار و عقائد کا اظہار و اعلان کر دے گا۔

میرے خیال میں میری اس تقریر سے عزیز مولوی محمد یوسف سلمہ کا ذہن تو صاف نہیں ہوا، البتہ اس نے میری سفید داڑھی اور عمر کے فرق کا لحاظ کرتے ہوئے وقتی طور پر خاموشی اختیار کر لی۔

تاہم اس نے میرے مضمون میں دیئے گئے موصوف کے ویب سائٹ کے پتہ پر زید حامد سے رابطہ کیا، تو آگے سے اس نے بھی ٹھیک وہی تقریر جھاڑی کہ یہ میرے خلاف خواہ مخواہ کا غلط پروپیگنڈا ہے، اور مولوی مجھ سے خواہ مخواہ بغض رکھتے ہیں یا مجھ سے پرخاش رکھتے ہیں، وغیرہ وغیرہ، ورنہ میرا کسی یوسف کذاب سے کوئی تعلق نہیں رہا بلکہ میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا۔

بہر حال ویب سائٹ پر ان کی بات چیت اور چیٹنگ جاری تھی کہ میرے رفیق کار مولانا محمد اعجاز صاحب نے انہیں "یوسف کذاب" نامی کتاب پیش کر دی، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عزیز مولوی محمد یوسف اسکندر کو جنہوں نے نہایت غور و خوض سے اس کا مطالعہ کیا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور ان پر حقیقت حال منکشف ہوگئی۔

چنانچہ انہوں نے حکمت و دانش مندی اور سلیقہ سے زید حامد کے ساتھ براہ راست سوال و جواب کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے پوچھا کہ: اگر تمہارا یوسف کذاب سے کوئی تعلق نہیں تھا تو اس کتاب میں اور یوسف کذاب کے مقدمہ میں تمہارا نام کیوں ہے؟ اور تم نے اس کے مقدمہ کی پیروی کیوں کی تھی؟ اور تم نے اس مقدمہ کے فیصلہ کے بعد روزنامہ ڈان کراچی میں اس فیصلہ کو انصاف کے قتل سے کیوں تعبیر کیا؟ اور مدعی نبوت یوسف کذاب کو ایک مہربان اور اسلام کے معزز صوفی اور اسکالر کے طور پر کیوں پیش کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

الغرض مسلسل سوالوں کے بعد اس نے بہر حال اتنا اعتراف کر لیا کہ جی ہاں میرا اس مقدمہ میں کسی حد تک کردار رہا ہے۔ چنانچہ اس کے اس اعتراف کے بعد مولوی محمد یوسف اسکندر صاحب کو زید حامد کی حقیقت سمجھ میں آگئی۔

خیر یہ تو ایک سمجھدار عالم دین کا معاملہ تھا، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دین دار حضرات کو میری اس تحریر پر اعتراض تھا اور ہے، چنانچہ بہت سے مخلصین نے یہ کہہ کر اس بحث کو ختم کر دیا کہ سعید احمد جلال پوری کو یا تو غلط فہمی ہوئی ہے یا پھر اس کو صحیح معلومات نہیں دی گئیں۔

اسی طرح جناب حافظ توفیق حسین شاہ صاحب نے روزنامہ جنگ کراچی میں حامد میر کے جواب میں راقم الحروف کے مضمون کی اشاعت پر اپنے میسج میں لکھا:

"حضرت مدنیؒ سے متعلق بہترین جوابات بھی انہماک سے پڑھتے ہیں، میں خاکسار آپ کی توجہ کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹی وی ون کے ایک پروگرام میں ایک زبردست مجاہد صحافی زید حامد صاحب نے گستاخ حامد میر کو "را" کا ایجنٹ قرار دیا ہے، فون: 0300-3345123"

دیکھا آپ نے ان صاحب نے بھی زید حامد کو "زبردست مجاہد صحافی" لکھا، الغرض اس قسم کے دسیوں حضرات موصوف کے سحر میں گرفتار ہیں اور ان کی تقریر و بیان اور تنقید و تجزیوں کو اپنے دل کی آواز سمجھتے ہیں، صرف اس لئے کہ ان کے سامنے زید حامد کی تصویر کا ایک رخ ہے اور اس کی زندگی کا دوسرا بھیانک رخ ان کے سامنے نہیں ہے، جس میں وہ مدعی نبوت یوسف علی کذاب کا خلیفہ اول، ناموس رسالت کا غدار اور فلسفہ اجرائے نبوت کا قائل، یوسف کذاب کی فاحشہ زندگی، اس کی زنا کاری و بدکاری، کالے کرتوتوں کا حامی بلکہ اس کے وکیل صفائی کا کردار ادا کرتا رہا ہے، حد تو یہ ہے کہ وہ قوم کی عزت مآب ماؤں، بہنوں، بہوؤں اور بیٹیوں کی عزت تار تار کرنے والے کو نعوذ باللہ نبی و رسول باور کراتا رہا ہے۔

جب یہ بات طے ہے کہ کل کے زید زمان اور آج کے زید حامد نے یوسف علی کذاب کے عقائد و نظریات سے توبہ نہیں کی، بلکہ وہ آج بھی اس کے خلاف عدالتی فیصلہ کو انصاف کا خون کہتا ہے تو یقیناً آج بھی وہ کذاب یوسف علی کی روش، اس کے مشن اور عقائد و نظریات کا حامی و داعی ہے، فرق صرف اتنا ہے

کر کل تک وہ کھل کر اس کا جانبدار اور وکیل صفائی تھا، مگر اب وہ حالات کا دھارا دیکھ کر وقتی اور عارضی طور پر اس کی وکالت و ترجمانی سے کنارہ کش، خاموش اور حالات کے سازگار ہونے کا منتظر ہے۔

اس لئے ضروری ہوا کہ اس مار آستین کی زہرناکی اور فتنہ سامانی سے قوم کو آگاہ کیا جائے اور اس کے خطرناک عزائم وارادوں سے بھولی بھالی انسانیت کو آشنا کیا جائے، لہٰذا طے ہوا کہ زید حامد اور یوسف کذاب کے پرانے تعلق داروں سے رابطہ کرکے صحیح صورت حال معلوم کرکے اصل حقائق مسلمانوں تک پہنچائے جائیں، لہٰذا اس سلسلہ میں جب رابطہ مہم شروع کی گئی تو بحمداللہ! اچھا خاصا مواد اور اس حلقے کے کئی ایسے حضرات مل گئے جو زید حامد کو بچپن سے اب تک جانتے ہیں اور اس کی زندگی کے انقلابات اور قلابازیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

چنانچہ جب ان افراد سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے نہایت ہی خلوص و اخلاص سے نہ صرف سارے حقائق اور معلومات مہیا کیں بلکہ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں تشریف لاکر اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ ہم اس سلسلہ میں ہر جگہ جانے بلکہ زید حامد سے بات چیت کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

قدرت الٰہیہ کا اصول ہے کہ ہر شر میں کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو نکل آتا ہے، چنانچہ ہماری اس مختصر سی تحریر کی اشاعت کے بعد اگرچہ اپنے ہی حلقہ کے کچھ حضرات کو اضطراب اور بے چینی ہوئی اور راقم کو ان کی تیز و تند تنقید کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اس کی برکت سے ایک فتنہ اور فتنہ پرور کی سازش بے نقاب ہوگئی اور مستقبل میں اس کے خطرناک اور تباہ کن نقصانات کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنے کا موقع مل گیا، خدا کرے کہ ہماری یہ ادنیٰ سی کوشش مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت وصیانت کا اور زید زمان کی ہدایت وتوبہ کا ذریعہ ثابت ہو۔

جناب زید حامد اور اس سے اخلاص رکھنے والے مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھے نہ تو زید حامد سے کوئی ذاتی پرخاش ہے، اور نہ ہی میرا اس سے کوئی جائیداد یا خاندان کا جھگڑا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میرا آج تک اس سے آمنا سامنا بھی نہیں ہوا، اس لئے اگر وہ آج اپنے ان عقائد ونظریات سے توبہ کرلے، یا کذاب یوسف علی پر دو حرف بھیج دے تو میں اس کو گلے لگانے کو تیار ہوں اور اپنی اس تحریر سے کھلے دل سے رجوع کا اعلان کردوں گا، تاہم جب تک وہ یوسف علی کذاب کے عقائد ونظریات سے منسلک ہے یا اس سے برأت کا اعلان نہیں کرتا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی اور غدار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی وغدار، اپنے اندر چاہے کتنا ہی خوبیاں اور کمالات کیوں نہ رکھتا ہو، وہ ہمارے اور کسی سچے مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہے، اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس کو اپنا یا مسلمانوں کا نمائندہ اور ترجمان باور کرے۔

الغرض ہماری معلومات اور تحقیق کے اعتبار سے زید حامد یوسف کذاب کا خلیفہ اول، اس کا جانشین، اس کا صحابی، اس کے عقائد ونظریات کا داعی، علمبردار اور اس کی فکر وفلسفہ کا پرچارک ہے، اور وہ آج بھی انہیں خطوط پر گامزن ہے جن پر مدعی نبوت یوسف کذاب اسے چھوڑ کر گیا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ یوسف کذاب کی زندگی میں وہ کھل کر اس کا حامی تھا، اب جب اس نے دیکھ لیا کہ حالات سازگار نہیں ہیں، تو اس نے باطنیوں کی طرح اپنے عزائم ومنصوبوں کی تکمیل کے لئے اپنی تحریک کو زیر زمین کردیا ہے، اور اس نے اپنی حکمت عملی کسی قدر تبدیل کرلی ہے۔

لہٰذا زید حامد کا یہ کہنا کہ میں کسی یوسف کذاب کو نہیں جانتا یا اس سے میرا کوئی تعلق نہیں "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مترادف ہے، ہاں اگر وہ یہ کہتا کہ میرا اس سے تعلق تھا، مگر اب میں نے اس کے عقائد ونظریات سے توبہ کرلی ہے، پھر اپنی توبہ کے ثبوت کے طور پر توبہ نامہ اور توبہ کے گواہ پیش کردیتا تو کسی کو کیا حق پہنچ سکتا تھا کہ وہ کسی توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول نہ کرتا؟

بہرحال ذیل میں ہم زید حامد کا تعارف، اس کے یوسف کذاب سے تعلق، اس کی صحابیت، اس کی خلافت، اس کی زندگی کے انقلابات اور قلابازیوں کی مختصر روئیداد عرض کرنا چاہیں گے، لیجئے پڑھئے اور سر دھنیئے:

ا:..... زید حامد کے زمانہ طالب علمی کے اور شروع کے دوستوں کا کہنا ہے کہ زید حامد کا اصل نام زید زمان حامد ہے، اس کا شناختی کارڈ نمبر یہ ہے: 3740510713477، اس کا باپ فوج کا ریٹائرڈ کرنل تھا، اس کا نام زمان حامد تھا، ۱۳۔ بی بلاک ۶۔ پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی کے علاقہ نرسری میں چنیسر ہالٹ اور شاہراہ فیصل کے بیچ میں واقع کے ایف سی والی گلی میں پیچھے اس کی رہائش تھی، ۱۹۸۰ء میں حبیب پبلک اسکول سے میٹرک کی، اسکول کی تعلیم کی تکمیل کے بعد اس نے کالج میں داخلہ لیا، کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے ۱۹۸۳ء میں این ای ڈی یونیورسٹی میں داخلہ لیا، این ای ڈی سے اس نے بی ای کی ڈگری حاصل کی، اس کے علاوہ اس نے پوسٹ گریجویشن، ایم ایس اور پی ایچ ڈی وغیرہ نہیں کی، اور نہ ہی وہ درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ رہا ہے، لہٰذا اسے ڈاکٹر یا پروفیسر وغیرہ کہنا اور لکھنا غلط ہے، جس زمانہ میں وہ این ای ڈی میں داخل ہوا، ایک ماڈرن نوجوان تھا، لیکن بہت جلد ہی اس کا اسلامی جمعیت طلبا کے ساتھ تعلق ہوگیا اور اسلامی جمعیت طلبا کے سرگرم کارکنوں میں سے شمار ہونے لگا، زید حامد جمعیت کے دوسرے کارکنوں کے مقابلہ میں نسبتاً لمبی داڑھی، سر پر پکول پہنے، سبز افغان جیکٹ کا شکوٹ زیب تن کئے دکھائی دیتا تھا، زید زمان شروع سے غیر معمولی ذہین وذکی تھا، ان دنوں چونکہ جہاد افغانستان کا دور تھا، اس لئے تحریکی ذہن کا یہ

نوجوان بھی عملی طور پر جہاد افغانستان کے ساتھ منسلک ہوگیا اور بڑھتے بڑھتے اس کا جہاد افغانستان کے بڑے لوگوں جلال الدین حقانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود سے تعلق ہوگیا اور عملی جہاد اور گوریلا جنگ کے تجربات کا حامل قرار پایا، اردو اس کی مادری اور انگلش اس کی تعلیمی زبان تھی جبکہ پشتو اور فارسی اس نے افغانستان میں رہ کر سیکھی تھی، اس لئے وہ اردو، انگلش، پشتو اور فارسی بے تکلف بولنے لگا۔ اسی دوران اس کو جلال الدین حقانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود سے نہ صرف تقرب حاصل ہوگیا بلکہ حکمت یار اور ربانی کے پاکستانی دوروں کے موقع پر وہ ان کا ترجمان ہوتا تھا، اسی طرح دوسرے جہادی اور تحریکی راہنماؤں سے بھی اس کے قریبی مراسم ہوگئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد یہ برنکس نامی ایک سیکورٹی کمپنی کا منیجر بن کر ۱۹۹۲ء میں کراچی سے راولپنڈی چلا گیا، پھر کچھ عرصہ بعد اس نے برنکس کمپنی چھوڑ کر براس ٹیکس کے نام سے اپنی کمپنی بنائی اور اسی کے نام سے ویب سائٹ بھی ترتیب دی، آج کل اس کی تمام سرگرمیاں اسی کمپنی اور ویب سائٹ کی مرہون منت ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق زید حامد اس وقت: مکان نمبر 777، عمار شہید روڈ، چکلالہ اسکیم III، راولپنڈی میں رہائش پذیر ہے، جبکہ اس کے شناختی کارڈ کی کاپی کے اعتبار سے اس کا پتہ یہ ہے: مکان نمبر 9-A اسٹریٹ 2، چکلالہ 2، راولپنڈی۔

۲:...... جناب سعد مؤمن صاحب بھی اسلامی جمعیت طلبا کے سرگرم کارکن تھے، ان کا کہنا ہے کہ زید زمان سے میرا تعارف یوسف علی کے خاص مقرب رضوان طیب نے کرایا، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب افغان جہاد کے آخری دن چل رہے تھے، اور طالبان کابل کو فتح کرکے حکومت بنانے کی پوزیشن میں آگئے تھے، کراچی کے کچھ لوگ تیار ہوکر افغان جہاد میں حصہ لینے جارہے تھے، جب طالبان حکومت بنی تو کچھ لوگوں نے سوچا کہ کیوں نہ پاکستان میں طالبان طرز کی خلافت قائم کی جائے، مذہبی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے یہی کہنا کافی تھا، رضوان طیب کے اسلامک سینٹر کے پلیٹ فارم پر زید زمان سے ملاقات ہوئی، پھر یہ دونوں ... زید زمان اور رضوان طیب..... مسلم ایڈ کے لئے کام کرنے لگے اور میں بھی ان کے ساتھ کام کرنے لگا، مسلم ایڈ کا کارڈ آج بھی میرے پاس موجود ہے، میں ان کے ساتھ فنڈ اکٹھا کرتا تھا، ہم نے افغان جہاد کے حوالے سے ایک موی قصص الجہاد کے نام سے تیار کی تھی، زید زمان اس کا ڈائریکٹر تھا، اس سی ڈی کی سیل اور فروخت کی ذمہ داری میری تھی، اس کے بعد زید زمان کی ملاقات یوسف کذاب سے ہوئی اور وہ اس کو کراچی لے آیا، رضوان طیب، سہیل احمد اور عبدالواحد کراچی میں ان کے شروع کے ساتھیوں میں سے تھے، ان لوگوں نے خلافت کا آسرا دے کر کراچی سے ایک تحریک کا آغاز کیا اور اسلامی جمعیت طلبا اور جماعت اسلامی کے لوگوں کو ٹارگٹ بنایا، ہر آدمی کو اس کے رجحان کے حساب سے گھیرنے کی حکمت عملی وضع کی گئی، اگر کوئی جہاد سے متاثر تھا تو اس کے حوالے سے اور اگر کوئی تصوف یا کسی دوسری فکر سے وابستہ تھا تو اس لائن سے اس کو قریب لانے کے لئے اس فکر کے قصیدے پڑھے گئے، یوں کل کا مجاہد زید زمان ایک صوفی اور ذکری لائن کا آدمی بن کر ابھرا اور اس کو یوسف کذاب کا اتنا تقرب حاصل ہوا کہ وہ نعوذباللہ اس کا صحابی اور خلیفہ اول قرار پایا۔

۳:...... یوسف کذاب کے مقرب خاص اور زید حامد کے دوست رضوان طیب کے بھائی منصور طیب کا فرمانا ہے کہ: میں زید حامد کو اس وقت سے جانتا ہوں جب اس کا یوسف علی سے تعلق نہیں تھا، زید حامد ۱۹۸۸،۸۹ء کے انتخابات میں بہت سرگرم تھا، ۱۹۸۹ء میں اس نے ایک تصویری نمائش کا اہتمام کیا اور اس کے لئے ایک ویڈیو فلم بھی تیار کی، اس نمائش کا اہتمام سوسائٹی کے علاقہ میں مختلف مقامات پر کیا گیا، اس زمانہ میں یہ مختلف جہادی راہنماؤں کے ترجمان کی صورت میں نظر آتا تھا، ہم اس کی شخصیت سے بہت متاثر تھے، اور یہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑا جہادی راہنما سمجھتا تھا، اس زمانہ میں اس نے افغان جہاد کے حوالے سے ایک ویڈیو فلم قصص الجہاد بھی تیار کی ۱۹۹۳ء میں جہاد افغان ختم ہوگیا، تو یہ وہ دور تھا کہ اس نے تمام مجاہد راہنماؤں کو گالیاں دینا شروع کردیں۔ ۱۹۹۳،۹۴ء میں زید حامد لاہور سے اپنے ساتھ یوسف کذاب کو لے آیا اور اس کو سوسائٹی کے علاقہ کے تحریکی ساتھیوں سے متعارف کرایا اور کہا کہ یہ ایک بزرگ ہے جو صرف ذکر کی بات کرتا ہے، اگر کوئی سوالاکھ درود شریف کا ورد کرے گا تو اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور دیدار ہوگا، میرے بڑے بھائی رضوان طیب یوسف علی سے منسلک ہوگئے اور ان کے خاص مقربین میں شامل ہوگئے، اس وجہ سے یوسف علی اور زید حامد میرے گھر آتے تھے، زید زمان جس کا پہلے سے ہمارے گھر آنا جانا تھا، یوسف علی کو ہمارے گھر لے آیا، اس زمانہ میں اسلامی جمعیت اور جماعت اسلامی سے متاثر تین درجن سے زائد افراد اس سے متاثر ہوئے، میرے بھائی تو اس حد تک متاثر ہوئے کہ انہوں نے ہماری دکان کا ایک حصہ بیچا اور یوسف کذاب کو ایک گاڑی خرید کردی اور لاکھوں روپے نقد دیئے، زید حامد یوسف کذاب کا مقرب اول تھا اس لئے پیسوں کی وصولی وہ کرتا تھا، میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ زید زمان نے خود اپنی جیب سے ایک ہزار روپے بھی نہیں دیئے ہوں گے، زید حامد نے مجھے یوسف کذاب کے نظریات پر مبنی پمفلٹ دیئے اور مختلف مساجد کے باہر تقسیم کرنے کو کہا، لہٰذا اس کا یہ کہنا کہ میں کسی یوسف علی کو نہیں جانتا محض جھوٹ اور فریب ہے۔ (جاری ہے)

مولانا محمد اسحق

حق کے دیپ جلانے والے

امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں حق کو چھپانے سے متعلق ایک واقعہ اور مفصل مکالمہ حضرت ابوحازمؒ تابعی اور خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کا نقل کیا ہے، جو بہت سے فوائد پر مشتمل ہے اسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملکؒ مدینہ طیبہ پہنچے اور چند روز قیام کیا، تو لوگوں سے دریافت کیا کہ: مدینہ طیبہ میں اب کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس نے کسی صحابیؓ کی صحبت پائی ہو؟ لوگوں نے بتلایا: ہاں! ابوحازمؒ ایسے شخص ہیں۔ سلیمان نے اپنا آدمی بھیج کر ان کو بلوایا جب وہ تشریف لائے تو سلیمان نے کہا کہ: اے ابو حازمؒ یہ کیا بے مروتی اور بیوفائی ہے؟

ابوحازمؒ نے کہا: آپ نے میری کیا بے مروتی اور بے وفائی دیکھی ہے؟

سلیمانؒ نے کہا کہ: مدینہ کے سب مشہور لوگ مجھ سے ملنے آئے، آپ نہیں آئے؟

ابوحازمؒ نے کہا: امیرالمؤمنین! میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں، اس سے کہ آپ کوئی ایسی بات کہیں جو واقعہ کے خلاف ہو، آج سے پہلے نہ آپ مجھ سے واقف تھے اور نہ میں نے کبھی آپ کو دیکھا تھا ایسے حالات میں خود ملاقات کے لئے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بے وفائی کیسی؟

سلیمان نے جواب سن کر ابن شہاب زہری رحمہ اللہ اور حاضرین مجلس کی طرف التفات کیا تو امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ابوحازمؒ نے صحیح فرمایا، آپ نے غلطی کی، اس کے بعد سلیمانؒ نے روئے سخن بدل کر کچھ سوالات کئے اور کہا:

اے ابوحازمؒ یہ کیا بات ہے کہ ہم موت سے گھبراتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی آخرت کو ویران اور دنیا کو آباد کیا ہے، اس لئے آبادی سے ویرانہ میں جانا پسند نہیں۔

سلیمانؒ نے تسلیم کیا اور پوچھا کہ: کل اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کیسے ہوگی؟ فرمایا کہ نیک عمل کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح جائے گا جیسا کوئی مسافر سفر سے واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاتا ہے، اور بُرے عمل کرنے والا اس طرح پیش ہوگا جیسا کوئی بھاگا ہوا غلام پکڑ کر آقا کے پاس حاضر کیا جائے۔

سلیمان یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے: کاش! ہمیں معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیا صورت تجویز کر رکھی ہے۔

ابوحازمؒ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو تو پتہ لگ جائے گا۔

سلیمان نے دریافت کیا کہ: قرآن کی کس آیت سے پتہ لگے گا؟ فرمایا اس آیت سے:

”ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم“ (سورۂ انفطار:۱۳،۱۴)

ترجمہ: ”بلاشبہ نیک عمل کرنے والے جنت کی نعمتوں میں ہیں اور نافرمان گناہ شعار دوزخ میں۔“

سلیمان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو بڑی ہے وہ بدکاروں پر بھی حاوی ہے۔

فرمایا: ”ان رحمت اللہ قریب من المحسنین“... اللہ کی رحمت نیک عمل کرنے والوں سے قریب ہے... سلیمانؒ نے پوچھا: اے ابوحازمؒ! اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ فرمایا: ”وہ لوگ جو مروت اور عقل سلیم رکھنے والے ہیں“ پھر پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے! تو فرمایا کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی حرام چیزوں سے بچنے کے ساتھ، پھر فرمایا کہ کون سی دعا زیادہ قابل قبول ہے؟ تو فرمایا کہ: ”جس شخص پر احسان کیا گیا ہو اس کی دعا اپنے محسن کے لئے اقرب الی القبول ہے“ پھر فرمایا کہ صدقہ کون سا افضل ہے؟ تو فرمایا کہ مصیبت زدہ سائل کے لئے باوجود اپنے افلاس کے جو کچھ ہو سکے اس طرح خرچ کرنا کہ نہ اس سے پہلے احسان جتائے اور نہ ٹال مٹول کر کے ایذا پہنچائے، پھر دریافت کیا کون سا مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار ہے؟ فرمایا: ”وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت کام کیا ہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دی ہو۔“ پھر پوچھا کہ مسلمانوں میں کون شخص احمق ہے؟ فرمایا: وہ آدمی جو اپنے کسی بھائی کی اس کے ظلم میں امداد کرے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اس نے دوسرے کی دنیا درست کرنے کے لئے اپنا دین بیچ دیا۔ سلیمان نے کہا: صحیح فرمایا: اس کے بعد سلیمان نے اور واضح الفاظ میں دریافت کیا کہ ہمارے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابوحازمؒ نے فرمایا: اے امیرالمؤمنین! تمہارے اباؤ اجداد نے بزور شمشیر لوگوں پر تسلط کیا اور زبردستی ان کی مرضی کے خلاف ان پر حکومت قائم کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ اب وہ مرنے کے بعد کیا کہتے ہیں اور ان کو کیا کہا جاتا ہے؟

حاشیہ نشینوں میں سے ایک شخص نے بادشاہ

کے مزاج کے خلاف ابو حازمؒ کی اس صاف گوئی کو سن کر کہا کہ: ابو حازمؒ! تم نے یہ بہت بری بات کہی ہے، ابو حازمؒ نے کہا کہ: تم یہ غلط کہتے ہو، بری بات نہیں کہی بلکہ وہ کہی جس کا ہم کو حکم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء سے اس کا عہد لیا ہے کہ حق بات لوگوں کو بتلائیں گے، چھپائیں گے نہیں۔

یہی وہ بات ہے جس کے لئے امام قرطبیؒ نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں درج فرمائی، سلیمان نے پھر سوال کیا کہ: اچھا اب ہمارے درست ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ: تکبر چھوڑو، مروت اختیار کرو اور حقوق والوں کو ان کے حقوق انصاف کے ساتھ تقسیم کرو۔ سلیمان نے کہا کہ: ابو حازمؒ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں؟ فرمایا: خدا کی پناہ، سلیمان نے پوچھا: یہ کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ میں تمہارے مال و دولت اور عزت و جاہ کی طرف کچھ مائل ہوجاؤں جس کے نتیجہ میں مجھے عذاب بھگتنا پڑے، پھر سلیمان نے کہا: اچھا! آپ کی کوئی حاجت ہو تو بتلائیے کہ ہم اس کو پورا کریں؟ فرمایا: ہاں ایک حاجت ہے کہ جہنم سے نجات دلا دو اور جنت میں داخل کرادو۔ سلیمان نے کہا: یہ تو میرے اختیار میں نہیں، فرمایا: پھر مجھے آپ سے کوئی حاجت مطلوب نہیں۔

آخر میں سلیمان نے کہا: اچھا میرے لئے دعا کیجئے تو ابو حازمؒ نے یہ دعا کی کہ: یا اللہ! اگر سلیمان آپ کا پسندیدہ ہے تو اس کے لئے دنیا و آخرت کی بہتری کو آسان بنادے اور اگر وہ آپ کا دشمن ہے تو اس کے بال پکڑ کر اپنی مرضی اور محبوب کاموں کی طرف لے آ۔

سلیمان نے کہا: مجھے کچھ وصیت فرمادیں ارشاد فرمایا کہ: اپنے رب کی عظمت و جلال اس درجہ میں رکھو کہ وہ تمہیں اس مقام پر نہ دیکھے جس سے منع کیا ہے اور اس مقام سے غیر حاضر نہ پائے جس کی طرف آنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

سلیمان نے اس مجلس سے فارغ ہونے کے بعد سو گنیاں بطور ہدیہ کے ابو حازمؒ کے پاس بھیجیں، ابو حازمؒ نے ایک خط کے ساتھ ان کو واپس کردیا، خط میں لکھا تھا کہ: اگر یہ سو دینار میرے کلمات کا معاوضہ ہیں تو میرے نزدیک خون اور خنزیر کا گوشت اس سے بہتر ہے اور اگر اس لئے بھیجا ہے کہ بیت المال میں میرا حق ہے تو مجھ جیسے ہزاروں علماء اور دین کی خدمت کرنے والے ہیں اگر سب کو آپ نے اتنا ہی دیا ہے تو میں بھی لے سکتا ہوں ورنہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

ابو حازمؒ کے اس ارشاد سے کہ اپنے کلمات نصیحت کا معاوضہ لینے کا خون اور خنزیر کی طرح قرار دیا، اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ کسی اطاعت و عبادت کا معاوضہ لینا ان کے نزدیک جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ☆......☆

ذکرِ رسول ﷺ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ: ہم لوگوں پر مخالفین کی ایک نہایت سخت درجہ کی تہمت یہ ہے کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کرتے بلکہ غضب یہ ہے کہ وہ لوگ ہم کو ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر اور مخالف کہتے ہیں، مگر وہ معترضین دراصل ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نہیں جانتے۔ فرمایا: حقیقت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی شان شانِ نبوت و رسالت اور شانِ اصلاح ہے، ہم لوگ رات دن قرآن، حدیث اور فقہ کے چرچے میں رہتے ہیں، جن میں اسی شان کا ذکر زیادہ ہے یعنی شانِ اصلاح معاملات جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان میں ہیں، ان ہی احکام کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں، یہ سب ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو ہے، اگرچہ اس میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی زبان پر نہ آئے، کیونکہ ذکر کے واسطے نام لینا ضروری نہیں ہے، بعض اوقات نام نہ لینے میں بھی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے، اس کا پتہ ہر شخص کو نہیں چلتا بلکہ اس کا پتا عاشق کو لگتا ہے وہ خوب جانتا ہے۔ فرمایا: ہر شخص کی مدح اس کے مزاج کے موافق ہوتی ہے، اگر مزاج ممدوح کے موافق نہ ہو تو وہ درحقیقت مدح نہیں، اسی طرح جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ درجہ الوہیت تک پہنچا دیتے ہیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح نہیں کرتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرکے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو ناخوش کرتے ہیں، یہ لوگ اہانت انبیاء کرکے خلاف شریعت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں آپ کو ایک معیار بتاتا ہوں، اس سے جائز و ناجائز مدح کا پتا چلنا نہایت آسان ہے، وہ معیار یہ ہے کہ مدح کے وقت یوں غور کرکے دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس مجلس میں تشریف رکھتے ہوں تب بھی آپ کے سامنے یہ کلام کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر اس وقت بھی کہنے کی ہمت ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ (خلاصہ وعظ الرحمۃ علی الامۃ، ج:۳۱)

مرسلہ: مولانا محمد عرفان، کراچی

عاشقِ ختمِ نبوت

حاجی محمد عبداللہ مینگل رحمۃ اللہ علیہ

جو بھی فانی جہان میں آیا، آخر اللہ پاک کے ہاں جانے کے لئے آیا مگر کچھ لوگ اس جہاں میں آئے تو دین اسلام کے لئے کام کر کے گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وہ لوگ کامیاب ہیں جو دین کا کام کر گئے۔ ان لوگوں میں سے ہمارے بزرگ حاجی محمد عبداللہ مینگل ہیں جو کوئٹہ میں ایک سو تیس سال کی عمر پا کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

حاجی صاحب مرحوم تحصیل نوشکی ضلع چاغی کے دیہات بلوچ مینگل خاندان میں پیدا ہوئے، ان کا پیدائشی علاقہ بہت پسماندہ اور بلوچستان کا دور دراز علاقہ ہے۔ خاندان برادری میں تعلیم کا فقدان تھا، اللہ پاک نے مزار خان مینگل کو گل محمد مینگل اور حاجی محمد عبداللہ مینگل دو فرزند عطا فرمائے۔ حاجی محمد عبداللہ خان مینگل کا نام والدین نے باران خان مینگل رکھا۔ بلوچی پشتو اور فارسی میں باران بارش کو کہتے ہیں۔ اللہ پاک نے اس باران خان کو باران رحمت میں بدل دیا۔ ان دونوں بھائیوں کے دل میں دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا، بلوچستان سے متصل سندھ کے علاقہ رتو ڈیرو لاڑکانہ میں وقت کے بزرگ عالم دین مولانا عبدالعزیزؒ کے پاس علم دین حاصل کرنے کے لئے حاضر ہو گئے۔ مولانا عبدالعزیزؒ کے علم و تقویٰ نے دونوں بھائیوں کے دل کے اندر دین کا ایک ایسا رنگ بھرا کہ یہ دین اسلام کے دیوانے ہو گئے۔ گو مکمل عالم دین تو نہ بن سکے مگر ان کے رگ و ریشہ میں ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ اپنے علاقہ میں آ کر دعوت و تبلیغ کے کام میں لگ گئے، علماء دین اور صلحاء امت کی محبت دل میں پیدا ہو گئی، اس محبت کی برکت سے دلوں میں عشق رسولؐ بھی پیدا ہو گیا۔

۱۹۵۰ء میں حضرت حاجی صاحب مرحوم کے بہنوئی حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے، اس مرد درویش نے محبت رسولؐ میں سرشار ہو کر اپنے بہنوئی سے کہا کہ روضہ رسولؐ پر جا کر میرا بھی سلام پیش کر دینا، چنانچہ حاجی صاحب کے بہنوئی نے حسب وعدہ روضہ رسولؐ پر جا کر سلام پیش کیا، اسی کی برکات تھیں کہ خود حاجی عبداللہ مینگل کو بھی ۱۹۵۳ء میں حج

مولانا عبدالعزیز لاشاری

بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی، غالباً رتو ڈیرو کے بزرگوں نے ہی باران خان کا نام محمد عبداللہ رکھا، حاجی صاحب کے اندر اللہ پاک نے جفاکشی اور محنت کا جذبہ اتنا رکھا تھا کہ ایک مرتبہ خضدار سے کوئٹہ تک پیدل سفر کیا اور اپنے علاقہ نوشکی میں جہاں بھی جاتے اللہ کی توحید اور رسولؐ کی رسالت اور صحابہ کرامؓ کی عظمت اولیاء اللہ کی کرامت ہی بیان کرتے تھے، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں شریف سے بیعت تھے، علماء کرام سے محبت کرتے تھے، چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں گئے تو وہاں مولانا حق نواز شہیدؒ کی تقریر سنی ان کے شیدائی بن گئے، ختم نبوت کے دیوانے تھے۔

۱۹۹۰ء میں راقم الحروف کوئٹہ میں مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کو ملنے آیا، وہیں پر مولانا شہیدؒ نے حاجی محمد عبداللہ صاحب سے تعارف کرایا۔ حاجی صاحب مرحوم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے عقیدت مند تھے، ختم نبوت کے سرگرم کارکن تھے، روزانہ گلی محلے میں عورتوں اور بچوں سے بھی چل پھر کر ختم نبوت کے لئے فنڈ اکٹھا کرتے اور ہر تیسرے چوتھے دن جو کچھ ہوتا، ختم نبوت کے فنڈ میں جمع کراتے اور رسید حاصل کرتے، میں نے دیکھا کہ حاجی صاحب نے وہیں بیٹھے بیٹھے ختم نبوت جماعت کے لئے دس بارہ آدمیوں کے نام پر جماعت کے فنڈز میں رقم جمع کروائی، سادگی اتنی تھی کہ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں حاجی صاحب تشریف لائے، ہم نے سوچا ختم نبوت جماعت کے اتنے مہربان بزرگ ہیں، ان کے لئے کمرہ، بستر کا بندوبست کریں، ہم نے حاجی صاحب کو بہت تلاش کیا مگر نہ ملے، صبح ہم نے پوچھا کہ آپ رات کو کہاں تھے؟ فرمایا: رات گئے تک میں علماء ختم نبوت کی تقریریں سنتا رہا بعد میں، میں مسجد کے ایک کونے میں جا کر سو گیا؛ حالانکہ حاجی صاحب ختم نبوت بلوچستان کے ساتھیوں میں سے سینئر تھے، جماعت ختم نبوت کے ساتھ ان کا تعاون بھی نمایاں تھا، مگر اللہ پاک نے حاجی صاحب کے اندر نام و نمود کا کوئی مادہ ہی نہیں رکھا تھا، بس سادہ لباس، سادہ طبیعت، دبلے پتلے آدمی، گرج دار آواز، نیک آدمی، شب بیدار شخصیت تھے، اللہ پاک نے ان کے دل کے اندر علماء دین کی محبت اتنی رکھی تھی کہ کوئٹہ میں ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر رات دن کانفرنس میں ہی رہتے، بزرگوں کے حالات مزے لے لے کر سنتے اور سناتے تھے، اکثر حضرت حاجی صاحب پر گریہ طاری ہو جاتا تھا، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مذہبی جماعتوں اور اکابر دیوبند کے شیدائی تھے، تبلیغی جماعت کے لئے تو اپنی زندگی ہی وقف کر رکھی تھی۔ سندھ، بلوچستان، پنجاب، سرحد کے علاقہ جات میں

تبلیغی سفر کئے، ایک مرتبہ حاجی صاحب کی تونسہ شریف کے دیہات میں تشکیل ہوئی، چلتے چلتے مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے گاؤں پہنچ گئے، یہ جماعت تونسوی شہیدؒ کی مسجد میں گئی، وہاں مسجد میں ختم نبوت کے کیلنڈر اور اسٹیکر لگے ہوئے تھے، اس ریگستانی علاقہ میں اور اس مسجد میں یہ منظر دیکھ کر حضرت حاجیؒ صاحب بڑے حیران ہوئے، اہل مسجد سے پوچھا کہ اس مسجد میں اور اس ویرانے میں یہ چیزیں کیسے پہنچیں؟ تو ایک آدمی نے جو کہ غالباً مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کے بھائی ہی تھے کہا کہ: ہمارے ایک بھائی ختم نبوت جماعت میں مبلغ ہیں، کوئٹہ میں ڈیوٹی کرتے ہیں، حاجی صاحب مرحوم نے پوچھا کہ بھائی! واقعی یہ گاؤں اور یہ مسجد مولانا نذیر احمد تونسوی کی ہے؟

مولانا کے بھائی نے جواب دیا کہ جی ہاں!

حاجی صاحب یہ معاملہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور کہا کہ مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب تو بڑا آدمی ہے کیا اس گاؤں میں رہتا ہے؟ دراصل اس مسجد کی تعمیر میں بھی حضرت حاجی صاحب کا بہت حصہ شامل تھا، یہ حاجی عبداللہ صاحب کی کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ پہنچادیا، جہاں جانے کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔

۱۹۶۸ء میں نوشکی سے مستقل کوئٹہ آگئے اللہ پاک نے حاجی صاحب کو چار بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں سب سے بڑا بیٹا غلام اللہ خان حاجی صاحب کی زندگی میں جام شہادت نوش کر گیا، باقی سب بیٹے دین دار ہیں، ان میں سے ایک بیٹا حافظ قرآن بھی ہے، حاجی صاحب کی ایک پوتی عالمہ ہے یہ سب اللہ پاک نے حاجی صاحب کو بطور انعام دیا، یوم وفات بھی جمعۃ المبارک کا بابرکت دن نصیب ہوا، نماز جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ پنجاب کے مجاہد عالم دین مولانا علی معاویہ صاحب کا بیان بھی ہوا اور یہ جنازہ ایک جلسے کی شکل اختیار کرگیا، ممتاز عالم دین مولانا گل محمد صاحب نے جنازہ پڑھایا، کوئٹہ شہر کے علماء کرام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور مذہبی جماعتوں کے تمام دوستوں نے حاجی صاحب کے جنازہ میں شرکت کی، حاجی صاحب کی تدفین اپنے محلہ اتحاد کالونی کے قبرستان میں ہوئی، اکابرین ختم نبوت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، صاحبزادہ عزیز احمد اور بلوچستان کے اکابر ختم نبوت نے حضرت حاجی صاحب کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا اور پسماندگان سے تعزیت کی۔ حاجی صاحب نے پوری زندگی تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کررکھی تھی۔ اللہ پاک حاجی صاحبؒ کے اس صدقہ جاریہ کو قائم رکھے اور ان کی قبر کو جنت کا باغ بنادے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

آسمانِ علم کا چاند

سیدی وسندی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ ایک تحریک کا نام تھا، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جب اللہ کے دین کے لئے کوڑوں کی مار کھا رہے تھے تو کہہ رہے تھے کہ ہمارا فیصلہ ہمارے جنازہ پر ہوگا، لکھنے والے لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نماز جنازہ میں آٹھ لاکھ انسان شریک ہوئے، یہی واقعہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ پیش آیا، حضرت رحمہ اللہ کے نماز جنازہ میں لاکھوں انسانوں نے شرکت کی، پورے وطن عزیز کی گاڑیوں کا رخ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ کی طرف تھا۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے علم وفضل، کمال وکردار اور جدوجہد کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علوم ومعارف کے سچے عاشق ووارث تھے، آپ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے فکر ونظر کے ترجمان تھے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ وخاندان ولی اللٰہی کے سچے جانشین تھے، آپؒ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے علوم واسرار کے وارث وامین تھے، فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی فقاہت کے نقیب تھے، شیخ العالم مولانا محمود حسن دیوبندیؒ رحمہ اللہ کی سوچ وفکر کے ترجمان تھے، وہ شیخ العرب والعجم حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد رحمہ اللہ کے تقویٰ ودیانت اور امانت وذہانت کے امین تھے، وہ متکلم اسلام مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے کمال ذہن کا عکس تھے۔ آپ مجاہد اسلام شیر سرحد مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کی جرأت وبہادری اور دلیری کے منادے تھے، وہ فطانت وسنجیدگی میں مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے ترجمان تھے، وہ نباض قوم تھے۔ الغرض آپؒ صفات کاملہ کے ایک مظہر اتم تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں فرمایا تھا: ”وہ نور الٰہی کے مظہر اتم تھے“ یہی بات حضرت شیخ صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں بھی صادق آتی ہے:

وہ شیخ کامل وہ محقق وہ محدث   وہ مورخ، وہ مصنف، وہ مقرر

(مرسلہ: مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ)

خبروں پر ایک نظر

قادیانی کے اپنی دکان سے اسلامی شعائر اور قرآنی آیات ہٹانے پر اظہار مسرت

ساہیوال (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے لیگل نوٹس کے اجراء پر ملک الطاف قادیانی نے اپنی دکان عدل گفٹ سینٹر سے اسلامی شعائر اور مسلمانوں کی مذہبی علامات صاف کر دیں۔ دینی و مذہبی جماعتوں کی طرف سے اظہار مسرت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران کی پُرامن جدوجہد کو خراج تحسین۔ تفصیلات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالحکیم نعمانی کے متعین کردہ وکیل نور محمد سیال ایڈووکیٹ کی جانب سے جاری کردہ لیگل نوٹس پر سکنہ بند قادیانی ملک الطاف نے اپنی دکان کے سائن بورڈ سے اسلامی شعائر اور قرآنی آیت پر مشتمل نصب کی ہوئی تختیاں ہٹالیں، نوٹس میں اسے متنبہ کیا گیا تھا کہ قادیانی، آئین کی رو سے غیر مسلم قرار دیئے جاچکے ہیں، اس لئے وہ مسلمانوں کی علامات و شناخت استعمال نہیں کر سکتے جبکہ آپ نے اپنی دکان عدیل گفٹ سینٹر واقع بیرون سوڑی گلی ساہیوال کے سائن بورڈ پر یا حی یا قیوم اور تسمیہ وغیرہ استعمال کر رکھی ہے، سورۃ یٰسین، سورۃ مزمل، چہار قل، کلمہ طیبہ، ماشاء اللہ اور لوح قرآنی کی تختیاں آپ نے نہ صرف نصب کر رکھی ہیں تاکہ مسلمانوں کو دھوکا دے سکیں۔ آپ کے اس گھناؤنے فعل سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو رہے ہیں، اور آپ قانون کی خلاف ورزی کرنے پر سخت سزا کے مستوجب ہیں، لہٰذا آٹھ یوم کے اندر اندر اسلامی شعائر اور آیات قرآنی پر مشتمل تختیاں نہ ہٹائیں تو آپ کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی، ۱۵/اپریل کو جاری ہونے والے نوٹس پر الطاف قادیانی نے مطلوبہ میعاد میں اپنی دکان سے اسلامی علامات اور قرآنی آیات ہٹادیں، جس سے دینی و مذہبی حلقوں میں پائی جانے والی بے چینی کی کیفیت دور ہوگئی اور مسلمانوں میں پیدا ہونے والا جوش و اشتعال بھی دور ہوگیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا محمد ارشاد، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری عبدالجبار، حافظ محمد اصغر عثمانی اور دیگر سینکڑوں اراکین نے اس پُرامن قانونی جدوجہد کو سراہتے ہوئے مستقبل کے لئے خوش آئند اور نیک شگون قرار دیا ہے۔

دین محمدی قیامت تک رہے گا، اس کے مٹانے والے مٹ جائیں گے

کراچی (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد اور اساس ہے، اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوسکتا، ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت سے غداری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے ''عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان پر جامع مسجد توحید گلشن حدید میں خطاب کرتے ہوئے کیا، مولانا نے اپنے بیان میں عوام الناس کو منکرین ختم نبوت کی شرانگیزیوں سے بھی کافی حد تک متعارف کرایا، ان کے کفریہ اور ملحدانہ عقائد بتائے اور قادیانیوں کی ان سازشوں اور دھوکوں کو بھی بے نقاب کیا جن کی بنا پر وہ ایک مسلمان کو دھوکا اور فریب دیتے ہیں اور قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مولانا نے مزید کہا کہ قادیانی اسلام کے بدترین دشمن ہیں ان کی دشمنی سے ملک و ملت کو بچانا ہم سب غیور مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے قرب و جوار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کریں، تمام حاضرین نے پُرزور انداز میں کام کرنے کا وعدہ کیا، بیان کے بعد مقامی جماعتی رفقاء کا مختصر جوڑ ہوا جس میں آئندہ ختم نبوت کورس پروگرام کرانے پر مشاورت ہوئی۔

شیخ راحیل احمد کے انتقال پر علماء کرام کا اظہار تعزیت

کراچی (پ ر) جرمنی کے شہر ایلز ڈرف میں مقیم قادیانیت سے تائب ہونے والے مشہور مسلمان جناب شیخ راحیل احمد گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ شیخ راحیل احمد کا تعلق ایک قادیانی خاندان سے تھا۔ پاکستان کے شہر چناب نگر میں ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے۔ تادم قبول اسلام قادیانیت کی تبلیغ کے لئے سرگرم رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی کے امیر مولانا مشتاق الرحمن اور یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی کی کوششوں سے ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا اور اسلام لانے سے قبل جس جانفشانی کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ کی، اسلام لانے کے بعد اس سے کئی گنا بڑھ کر اسلام، پیغمبر اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا۔ مرحوم شیخ راحیل کا قبول اسلام جہاں قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل تھا، وہاں قادیانیوں کے اسلام قبول کرنے کے لئے مشعل راہ بھی ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا سعید احمد جلال پوری نے منعقدہ تعزیتی اور دعائیہ اجلاس میں کیا۔ اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اعجاز، مفتی عبدالقیوم دین پوری، محمد انور رانا، حاجی عبداللطیف طاہر، مولانا محمد انس، مولانا فخر الزمان، مولانا مفتی محمد زکریا، مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی، سید انوار الحسن اور دیگر احباب نے شرکت کی، مرحوم کی ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام

محافل حسن قرأت، حمد ونعت کاانعقاد

کراچی (رپورٹ: ابومحمد) گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام شعور ختم نبوت اور فتنہ مرزائیت سے متعلق آگاہی کے سلسلہ میں بعنوان محافل حسن قرأت،حمد اور نعت پروگرام منعقد کئے گئے،جن میں ملک بھر کے نامور قرأ کرام معروف ثناء خواں حضرات نے جوش وجذبہ کے ساتھ شرکت کی۔تمام پروگراموں میں بطور مقرر اور خطیب مولانا محمد اعجاز مولانا قاضی احسان احمد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے جنرل سیکریٹری مولانا محمد رضوان نے خصوصی شرکت کی۔جن جن علاقوں میں پروگرام کا انعقاد کیا گیا الحمدللہ!اہل علاقہ نے ان پروگراموں کو سراہا۔پہلا پروگرام: محافل حسن قرأۃ کا آغاز جامع مسجد فاروق اعظم کامران چورنگی گلستان جوہر کراچی سے ہوا۔دوسرا پروگرام: بعدازنماز مغرب جامع مسجد مصطفی، صحافی کالونی میں زیر سرپرستی مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی منعقد ہوا جس میں تلاوت کے بعد مولانا محمد رضوان کا ایمان افروز، خطاب ہوا انہوں نے اہل علاقہ کو ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کی ترغیب دی۔تیسرا پروگرام: بعدازنماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبرؓ اسکاؤٹ کالونی گلشن اقبال میں زیر سرپرستی مولانا سلطان محمد منعقد ہوا، جس میں تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا محمد رضوان کا وجد آفریں بیان ہوا، انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی سالمیت اور وحدت کا راز ختم نبوت کے عقیدہ کے ماننے میں ہے۔چوتھا پروگرام: بعدازنماز ظہر بروز اتوار جامع مسجد فاروق اعظم گلشن حدید میں منعقد ہوا بعداز نماز ظہر مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد رضوان نے خطاب کیا اور مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور اپنی ذمہ داری کے عنوان پر مفصل و مدلل بیان کئے۔نماز عصر سے قبل مولانا رضوان اور دیگر احباب نے اسٹیل ٹاؤن کے جماعتی رفقاء سے ملاقات کی اور ان کو کام کے متعلق ضروری اور مفید مشوروں سے نوازا۔مولانا محمد رضوان نے اپنے رفقاء، قاضی احسان احمد، مولانا محمد اسحٰق اور سید کمال شاہ کے ہمراہ نماز مغرب جامع مسجد اقصیٰ شاہ لطیف ٹاؤن ضلع ملیر کراچی جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا نیا مرکز ہے میں ادا کی۔پانچواں پروگرام: جامع مسجد گلشن جامی ماڈل کالونی میں بعدازنماز عشاء منعقد ہوا جامع مسجد گلشن جامی میں منعقد ہونے والا پروگرام نظم وضبط، اہل علاقہ کی دلچسپی اور مجمع میں اپنی مثال آپ تھا، رب کریم کے فضل وکرم سے پروگرام بہت ہی کامیاب ہوا، مولانا محمد اسحٰق نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیے، جبکہ مولانا محمد اعجاز اور مولانا محمد رضوان نے سامعین سے خطاب کیا۔چھٹا پروگرام: بعدنماز عشاء جامع مسجد رحمانیہ بھینس کالونی میں منعقد ہوا، مولانا محمد صالح نے پروگرام کی غرض وغایت اور علاقہ کی صورت حال پر بات چیت کرنے کے بعد مفصل خطاب کے لئے مولانا محمد رضوان کو دعوت دی، انہوں نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ساتواں پروگرام: بعداز نماز مغرب بلدیہ ٹاؤن سعید آباد میں غانم بن عبدالرحمٰن مسجد میں منعقد ہوا جس میں مولانا محمد رضوان نے فتنہ گوہر شاہی سے متعلق بہت زوردار بیان کیا اور فتنہ گوہر شاہی کی شرانگیزیوں سے علاقہ والوں کو آگاہ کیا اور مجلس سے رابطہ رکھنے کی تلقین کی۔ آٹھواں پروگرام: آخری پروگرام بعدازنماز عشاء اورنگی ٹاؤن کے علاقہ البدر چوک کے قریب جامع مسجد محمدی میں منعقد ہوا جس میں مولانا محمد شعیب نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیے، مولانا محمد اسحٰق اور مولانا محمد رضوان نے مجمع سے خطاب کیا۔ ہمارے مخدوم ومکرم استاذ القرأ مولانا قاری احسان اللہ فاروقی نے اکثر پروگراموں میں شرکت کی، رب کریم ان کی مجلس کے ساتھ اس والہانہ محبت کو مزید تقویت نصیب فرمائے۔ثناء خوانی کے لئے تمام پروگراموں میں برادر گرامی ہر دلعزیز نعت خواں مولانا حافظ محمد اشفاق نے بھرپور انداز میں شرکت کی اور اپنے مخصوص انداز میں نعت رسول مقبول پیش کی، جناب حافظ عبدالقادر نے بھی پروگرام میں شرکت کی اور ہدیہ نعت پیش کیا۔اللہ تعالیٰ ان تمام پروگراموں کے انعقاد میں حصہ لینے والوں خصوصاً محمد نعیم، ندیم نواب، طارق سمیع، ایاز، ذوالفقار، احتشام، حافظ عمیر عارف خان، فیضان، حافظ نعیم، سید انوارالحسن، سید کمال شاہ، قاری عبدالعزیز، وارث علی، ملک ریاض الحق، قاری غلام جیلین، عبدالستار اور دیگر تمام احباب جماعت جنہوں نے اپنی مساعی جمیلہ سے ان پروگراموں کو کامیاب کرنے کے لئے محنت کو شرف قبولیت نصیب فرمائے اور دارین کی فلاح وفوز کا ذریعہ بنائے۔آمین ثم آمین۔

ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت کے لئے وقف کریں

☆ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس اور بنیاد ہے، امام زین بن نجیمؒ متوفی ۹۷۱ھ نے اپنی کتاب الاشباہ والنظائر کے صفحہ ۲۰۱ پر لکھا ہے کہ: ”اذا لم یعرف ان محمدﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات“ ... جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ ختم نبوت پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔...

☆ قرآن وسنت اور آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں، مگر قادیانی خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر قرآن وسنت اور آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔

☆ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظامِ مصطفیٰ، تحریک ایم آر ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران، کویت جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوطِ عراق سے سانحہ لال مسجد تک اور نامعلوم کتنے ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کا عمل خطابت کے میدان میں ثانوی حیثیت اختیار کر گیا، حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور سیرت طیبہ سے ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے ہے، جس کا بیان ان حالات میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

☆ عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی پاسبانی کے مترادف ہے۔

☆ لہٰذا تمام خطبا حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم از کم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید مرزائیت کے عنوان پر امت کی راہنمائی فرماتے ہوئے شفاعت نبوی کے مستحق بنیں۔ فتنہ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔

والسلام فقیر خان محمد عفی عنہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4514122